ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

(بیہقی، شعب الایمان) ابن آئذر رضؓ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ جب جنازہ رکھ دیا گیا تو حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس پر آپ نماز نہ پڑھیے یہ فاسق و فاجر شخص ہے۔ حضورؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا تم میں سے کسی نے اس کو اسلام کے کام میں دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا جی ہاں۔ ایک رات جہاد میں پہرہ دے رہا تھا۔ حضورؐ نے اس کی نماز پڑھی اور خود اس کو مٹی دی اور فرمایا تیرے ساتھی تو گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے اور فرمایا۔ تم سے لوگوں کے اعمال نہیں پوچھے جاتے فطرت اسلامی پوچھی جاتی ہے۔ (یعنی ایسے وقت مُردے کی اچھی بات کہا کرو۔ اس کو صرف جہاد کے پہرہ نے جنتی بنا دیا۔)

(بخاری) جس شخص نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدہ کی تصدیق رکھتے ہوئے جہاد کے لئے گھوڑا تیار رکھا تو گھوڑے کی کھلائی پلائی اور اس کی لید اور پیشاب بھی قیامت کے دن اس کی میزانِ عمل میں ہوگا۔ (ایسے ہی سب سامانِ جہاد)

(بزار) معراج کی حدیثوں میں ہے کہ حضورؐ ایک ایسی قوم پر آئے جو ایک دن بوتی اور اسی ایک دن میں کاٹ لیتی ہے اور جب کاٹ لیتی ہے پھر کھیتی ویسی ہو جاتی ہے جیسی پہلے تھی۔ حضورؐ نے جبریلؑ سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں جن کی ہر نیکی سات سو گنا ہوتی ہے اور جو خرچ کرتے ہیں اس کی جگہ اور پا لیتے ہیں۔

(حاکم صحیح الاسناد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص جہاد میں ایک ہزار آیت تلاوت کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صلحاء کے ساتھ لکھ دیں گے۔

(بزار و طبرانی اوسط) تیر اندازی کو لازم کر لو یہ ہر کھیل سے خیر ہی خیر ہے۔ اور طبرانی کی دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دونوں نشانوں کے درمیان چلے گا۔ اس کے لئے ہر قدم پر ایک نیکی ہے (یہی حکم بندوق توپ وغیرہ کا ہے)

(ترمذی) ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضؓ کو ایک لشکر میں بھیجا وہ دن جمعہ کا تھا۔ سب ساتھی چلے گئے۔ انہوں نے یہ سوچا کہ میں ٹھہر کر چلوں گا۔ حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھ لوں گا پھر جا ملوں گا۔ حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی تو حضورؐ نے دیکھ لیا۔ فرمایا کہ کیا مانع پیش آیا کہ تم ساتھیوں کے ساتھ نہیں گئے۔ عرض کیا میں نے چاہا کہ آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ لوں۔ پھر ان سے جا ملوں گا۔ فرمایا اگر جو کچھ زمین میں مال و دولت ہے تم کل بھی خرچ کر دو گے تو ان کے صبح کو جانے کا ثواب نہ پا سکو گے۔ (حضورؐ کے ساتھ کی نماز سے بھی اس کو زائد فرمایا ہے)

(موطا مالک) یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر مبارک سے گھوڑے کا منہ صاف کر رہے ہیں۔ دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ آج رات مجھ پر گھوڑوں کے بارے میں عتاب فرمایا گیا ہے (سامانِ جنگ کی صفائی و خدمت ثواب ہے نہ کرنے پر عتاب ہے)

(مسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجاہدوں کی بیویوں کی عزت پیچھے رہنے والوں کے لئے ان کی ماؤں کی طرح ہے۔

(بخاری و مسلم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی۔ تو فرمایا عورتوں کا جہاد حج ہے۔ اور ابن خزیمہ کی صحیح میں ہے کہ ان کے لئے وہ جہاد ہے جس میں قتال نہیں یعنی حج و عمرہ۔ نسائی کی حدیث میں یوں ہے کہ بوڑھے اور کمزور اور عورت کا جہاد حج و عمرہ ہے (اگر سر دکم ہوں تو بوڑھی عورتوں کو کھانا پکانے یا ان کے محرموں کی دوا کے لئے لے جایا جا سکتا ہے)

(مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ حرۃ الوبرہ میں پہنچے تو ایک شخص ملا۔ جس کی شجاعت کا تذکرہ ہوتا تھا۔ صحابہ رضؓ نے اس کو دیکھا تو خوش ہوئے۔ اس نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لئے آیا ہوں۔ تاکہ غنیمت پاؤں۔ فرمایا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا لوٹ جاؤ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے۔ پھر حضورؐ آگے روانہ ہو گئے۔ جب شجرہ پر آئے تو وہی آدمی آ پہنچا۔ اور وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ حضورؐ نے وہی فرمایا جو اول بار فرمایا تھا۔ پھر آگے تشریف لے چلے وہ پھر لوٹا اور بیداء میں آ پہنچا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس نے کہا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ تو چلو (کسی کافر کو جو مستحق عذاب ہے طلب رحمت کے مقام پر ساتھ لینا درست نہیں)

(ابوداؤد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں اوپر نیچے دو زرہیں پہنی تھیں۔ (معلوم ہوا کہ حفاظت کا سامان توکل کے خلاف نہیں ہے) صحاح ستہ میں ہے کہ فتح مکہ کے روز حضورؐ کے سر پر لوہے کی ٹوپی تھی۔ اور بخاری و مسلم میں ہے کہ غزوۂ خندق میں حضورؐ نے خود بھی سب کے ساتھ خندق کھودی تھی۔ (اس لئے کہ یہ حفاظتی تدابیر توکل اور بہادری کے خلاف نہیں) اور طبرانی کی معجم کبیر کی حدیث ہے کہ رافع بن خدیج کہتے ہیں۔ کہ بنی حارثہ کے قلعہ سے زیادہ محفوظ کوئی قلعہ نہ تھا۔ تو حضورؐ نے سب عورتوں اور بچوں کو اس قلعہ میں کر دیا تھا۔ اور فرمایا۔ اگر تمہارے پاس کوئی دشمن آ پہنچے تو تم تلوار کو چمکا دینا۔ نجدان نامی ایک سوار آ پہنچا۔ بولا تم ایسی صورت کے لئے اُترآؤ جو تمہارے لئے بہتر ہے۔ انہوں نے تلوار کو حرکت دی۔ صحابہ رضؓ نے اس کو دیکھ لیا۔ ایک جماعت جن میں رافع رضؓ کے بیٹے ظہیر رضؓ بھی تھے جھپٹ پڑی۔ ظہیر رضؓ نے کہا۔ نجدان سامنے آ۔ وہ سامنے آیا۔ تو اس کو قتل کر دیا اور اس کا سر حضورؐ کے یہاں پیش کیا (عورتوں، بچوں کو محفوظ مقام پر پہنچانا بُرا نہیں۔ اور ان کو کچھ کام جنگ کا سکھانا اچھا ہے)

(ابوداؤد، نسائی، دارمی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشرکین سے جہاد کرو۔ جانوں سے، مالوں سے اور زبانوں سے (زبانی تردید میں بھی جہاد کا ثواب ہے)

(بخاری و مسلم) میں ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی۔ فرمایا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا تو انہی میں جہاد کرو۔ (کوشش کرو خدمت و راحت کی) اور ایک روایت میں ہے کہ لوٹ جاؤ ان کے پاس رہو (اگر ماں باپ محتاج خدمت ہوں۔ تو فرض کفایہ جہاد میں نہ جانا چاہئے۔ ابتداءً جہاد کرنا تو فرض کفایہ ہے کہ بعض کے کرنے سے سب بری ورنہ سارے عالم کے مسلمان گنہگار اور حملے کے وقت جن کو امام حکم دے ان پر فرض عین۔ جو نہ کرے گا گنہگار۔ وہ کافی نہ ہوں تو بعد در بعد سب مسلمانوں پر ہے)

(ابوداؤد) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ فرماتے:

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ۔

ترجمہ:۔ میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارا دین تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال کو۔

ابوداؤد ہی میں ہے کہ فرماتے تھے جنگ کے

(باقی صـ۱۶ پر)

امریکہ و روس اور مسئلہ کشمیر

صدر ایوب امریکہ، برطانیہ اور مغربی جرمنی وغیرہ کا دورہ کرنے کے بعد پاکستان پہنچ چکے ہیں ۔۔۔ اور اب مسٹر کوسیجن وزیر اعظم روس کی دعوت پر ۳ جنوری کو تاشقند میں مسٹر شاستری سے ملاقات کے لئے پا بہ رکاب ہیں ۔۔۔ دورۂ امریکہ سے واپسی پر صدر محترم نے اپنے دورہ کو کامیاب قرار دیا ہے۔ اور اس حد تک ہم بھی اس امر کے مؤید ہیں کہ اس سفر میں پاکستان نے کچھ کھویا نہیں پایا ہے ۔۔۔ اور کچھ نہیں تو دونوں ملکوں کے سربراہ ایک دوسرے کو سمجھنے میں ہی کامیاب ہو گئے ہوں گے ۔۔۔ تاہم ہمارے خیال میں دورہ کی کامیابی کے متعلق کوئی حتمی بات آخری نتیجہ دیکھ کر ہی کہی جا سکتی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کے ساتھ دوستی کے دعاوی، کشمیر کے مسئلہ سے دلچسپی کے اعلانات اور پاکستان پر حملہ کی صورت میں امداد کی پیش کش کے وعدے کوئی نئی بات نہیں ہیں جن کو سنتے ہی اطمینان کا سانس لیا جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو امریکہ مدت سے کہتا چلا آتا ہے۔ البتہ موجودہ حالات میں ان مواعید کا اعادہ معنی خیز ہونے کے علاوہ کسی حد تک اطمینان بخش بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے خیال میں یہ وہ باتیں ہیں جن کا جواب الفاظ سے نہیں نتائج دیکھ کر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ امر کسی سے ڈھکا چھپا نہیں کہ امریکہ چینی قوت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے ویت نام سے لے کر کشمیر تک ایک دیوار کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اُسے ایشیا ہی سے ایک ایسی افرادی قوت درکار ہے جو چین کے آڑے آ سکے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امریکہ کوریا اور ویٹ نام میں لشکر کشی کر کے اس حقیقت کو بھانپ چکا ہے کہ جب تک اُسے اسی برِ اعظم سے فوج میسر نہ آئے وہ خود جنگ کر کے چین کے خلاف کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت ہندوستان کو آلۂ کار بنا کر وہ اپنی پالیسی کو کامیاب بنانے کا آرزومند ہے۔ اور اسی سبب سے ہندوستان کی پشت پناہی میں آگے نکل جانا چاہتا ہے۔ مگر موجودہ جنگ نے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح کر دی ہے کہ ہندوستان پاکستان سے بے نیاز ہو کر کسی صورت میں بھی چینی طاقت کا جواب نہیں بن سکتا۔ اور ہو سکتا ہے یہی حقیقت امریکہ کو پاکستان اور بھارت سے متعلق اپنی پالیسی پر نظر ثانی کے لئے مجبور کر دے۔ لیکن دوسری پاکستان کی یہ عظیم بے وفائی ہو گی کہ وہ چین جیسے وفادار حلیف کا بازو جھٹک کر پھر اُنہی بے وفا دوستوں کی آغوش میں چلا جائے۔ جنہوں نے وقت آنے پر بے وفائی کی تمام سنتیں تازہ کر دی تھیں پھر پچھلی سترہ روزہ جنگ نے واضح کر دیا ہے کہ ہم کو آڑے وقت میں کس سے اور کیونکر امداد مل سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے اس آزمائش و تجربہ کے بعد ہم کو کسی نئے دامِ فریب میں گرفتار نہیں ہونا چاہیئے ۔۔۔ بہر حال امریکہ کا آئندہ رویّہ دیکھ کر ہی یہ اندازہ کیا جا سکے گا کہ اُونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اور ہم کس حد تک امریکہ سے اپنی توقعات وابستہ رکھ سکتے ہیں۔

رہ گیا روس کا رویّہ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری حکومت بہت حد تک اسے بدلنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ وہی روس جو سلامتی کونسل میں اپنا ووٹ پاکستان کے خلاف دیتا اور ویٹو استعمال کرتا رہا ہے اور جو بھارتی حکمرانوں کی ہمنوائی میں مسئلہ کشمیر کو بھارت کا اندرونی معاملہ تصور کرتا تھا اب اس کو متنازعہ فیہ مسئلہ سمجھنے لگا ہے۔ اور اسی لئے اُس نے تاشقند میں ایوب شاستری ملاقات کا اہتمام کیا ہے۔ پھر نہ صرف یہ کہ روسی حکومت کے رویّہ میں تبدیلی آئی ہے بلکہ روسی عوام کے نظریات بھی اس سلسلے میں تبدیل ہو گئے ہیں ۔۔۔ چنانچہ روس کے ایک شہرۂ آفاق سیاسی مبصر مسٹر لیے مارکوف نے سویٹ یونین کے عوام کی طرف سے اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ صدر ایوب اور مسٹر شاستری تاشقند کی ملاقات میں ایسے جذبے سے بات چیت کریں گے جو مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل میں مدد دے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان خوشگوار تعلقات کی راہ میں مسئلہ کشمیر ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اور یہ مسئلہ اُس بم سے مشابہ ہے جس کا فلیتہ سُلگ رہا ہو اور وہ کسی وقت بھی پھٹ کر ایشیا کے امن کو تہ و بالا کر دے۔ گویا ان کے الفاظ میں ایشیا کے امن کا دار و مدار مسئلہ کشمیر کے تصفیے پر مبنی ہے۔ مزید برآں کشمیر کے مسئلہ پر کسی روسی ماہر کا یہ پہلا تبصرہ نہیں۔ اس سے چھ ہفتے قبل ایک اور روسی تبصرہ نگار سمینانن نے بھی کم و بیش اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا لیکن اس کے تبصرہ میں کشمیر کے مسئلہ کی سنگینی پر زیادہ زور نہیں دیا گیا تھا۔ بلکہ پاکستان اور بھارت کے درمیان فائر بندی کو مؤثر بنانے اور ان میں دوبارہ جنگ روکنے کی کوششوں کو غیر معمولی اہمیت دی گئی تھی۔

بہرحال روسی رائے عامہ میں یہ تازہ تبدیلی پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کامیابی اور اس امر کی شہادت ہے کہ روس بھی اب کشمیر کو ایسا خطرناک مسئلہ سمجھنے لگا ہے جس پر ایشیا کے امن کا دار و مدار ہے۔ اور اسے کسی نہ کسی طرح ضرور حل ہو جانا چاہیئے۔ تاہم اس تبدیلی سے ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ روس فوراً ہی ہندوستان سے آنکھیں پھیر لے گا یا اُسے یکسر نظر انداز کر کے پاکستان سے دوستی کی پینگیں بڑھانے لگے گا۔ رُوس کے اپنے مفادات اور اغراض ہیں اور وہ انہی کی بدولت ہندوستان کی امداد پر مجبور ہے۔ موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی نے روس اور پاکستان میں اختلافات کی وسیع خلیج کو اگرچہ بہت حد تک پاٹ دیا ہے مگر روس کے اپنے مفادات بہرحال موجود ہیں۔ اور وہ آسانی کے ساتھ ان سے قطع نظر نہیں کر سکتا۔ درحقیقت اصل چیز یہ ہے کہ روسی قیادت کو اشتراکی دنیا میں چین کی حیرت انگیز طور پر بڑھتی ہوئی طاقت سے خطرہ ہے۔ اور اُسے یہ بات کسی طرح نہیں بھاتی کہ اشتراکی دنیا کی لیڈر شپ اس کے ہاتھ سے نکل کر چین کے ہاتھ میں چلی جائے۔ دوسری طرف امریکہ بھی چین کی بڑھتی ہوئی قوت اور ترقی سے خائف ہے۔ چنانچہ روس اور امریکہ کے درمیان یہی وہ قدرِ مشترک ہے جو انہیں ہندوستان کی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

۲۹ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۵ء

رمضان المبارک میں اپنے دلوں کی اصلاح کیجئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

بزرگانِ محترم! اللہ کا شکر ہے کہ ہم سب اللہ کا ذکر کرنے کے لئے اکھٹے بیٹھے ہیں۔ ایک ماہ تک اب مجلسِ ذکر کا ناغہ ہوگا اور ہم سب رمضان المبارک کے بعد ہی اس صورت میں اکھٹے ہوں گے۔ لیکن کون جانتا ہے کہ ایک ماہ کے اندر کیا ہو جائے اور ہمیں پھر اکھٹے ہونے کی مہلت بھی ملے یا نہ ملے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم وقت کو غنیمت جانیں اور زندگی کا ہر لمحہ اللہ جل شانہٗ کے ذکر اور اُس کی یاد میں گذاریں۔

موت کا کسی کو علم نہیں کہ کس وقت آئیگی اور کہاں آئے گی۔ آخر ہم سب کو وقتِ موعود پر ایک نہ ایک دن اللہ تعالےٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہاں ہمیں اپنے اعمال و اشغال اور اوقات کے متعلق بازپرس ہوگی۔ ہمیں بتانا پڑے گا کہ زندگی کس رنگ میں گذاری۔ اللہ اور رسولؐ کے احکام کے مطابق بسر کی یا اپنے اللّوں تللّوں میں ضائع کی؟ ـــ جس نے خدا اور رسولؐ کے ارشادات کے مطابق زندگی گذاری ہوگی اور اپنے اوقات کو یادِ الٰہی میں صرف کیا ہوگا خدا کے حضور سرخرو ہوگا اور ابدی زندگی کی دائمی مسرتوں اور راحتوں سے ہمکنار ہوگا ـــ جس نے وقت ضائع کیا ہوگا۔ لہو و لعب اور خدا کی نافرمانیوں میں زندگی بسر کی ہوگی اُس جگہ خائب و خاسر ہوگا اور دوزخ کا ایندھن بنے گا۔

پس اے برادرانِ عزیز! اس عارضی زندگی کی فانی لذتوں کے لئے آخرت کی دائمی زندگی اور ابدی راحتوں کو قربان نہ کرو۔ عالمِ ناسوت موجودہ زندگی کو بے حقیقت سمجھو، موت سے کسی وقت بھی غافل نہ رہو اور اپنے آپ کو ہر گھڑی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد میں شاغل رکھو۔ رمضان المبارک کا رحمتوں اور بخششوں سے معمور مہینہ کل یا پرسوں شروع ہوا چاہتا ہے۔ رحمتِ حق اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہونے کے لئے بیتاب اور اجر و ثواب کی موسلا دھار بارش برسنے کو تیار کھڑی ہے۔

پس اس موقعہ کو غنیمت جانو، گناہوں سے توبہ کرو، اپنی خطاؤں اور غفلتوں کی اللہ سے معافی مانگو، اپنے دامن پھیلا کر اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور عبادت میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف ہو جاؤ ـــ

یقین جانو! اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے، آپ نے اس ماہ مبارک کی صحیح قدر کی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کیا تو اللہ جلشانہٗ کبھی آپ کی جھولی کو خالی نہیں لوٹائے گا۔ خود صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں ارشادِ گرامی ہے :-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے (انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے روزہ رکھا درآنحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے خیال سے رکھا اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے۔ درآنحالیکہ ایماندار ہو۔ اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور جس شخص نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا درآنحالیکہ ایماندار ہو اور اللہ تعالےٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دئے جائینگے۔

پس اے برادرانِ عزیز! یہ گناہوں سے پاک صاف ہونے کا مہینہ ہے۔ ضبطِ نفس اور سپاہیانہ زندگی گذارنے کا مہینہ ہے۔ خواہشاتِ نفسانی اور لذات پر حکومت کا مہینہ ہے اور حیوانیت کے غار سے نکل کر ملکوتیت کے آسمان پر جلوہ گر ہونے کا مہینہ ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو ماہ رمضان کی ساری فضیلتوں اور برکتوں کا پتہ چل جاتا تو وُہ آرزو کیا کرتے کہ سارا سال ہی ماہ رمضان رہتا۔

ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا :-

اِذَا سَلِمَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ سَلِمَتِ الْاَیَّامُ وَاِذَا سَلِمَ شَھْرُ رَمَضَانَ سَلِمَتِ السَّنَۃِ ـــ

ترجمہ: یعنی جب جمعہ کا روز سلامتی کے ساتھ گذر گیا تو گویا (ہفتے کے) سارے دن سلامتی کے ساتھ گذر گئے اور جب رمضان کا مہینہ سلامتی سے گذر گیا تو (یوں سمجھئے) کہ سارا سال سلامتی سے گذر گیا۔

اب ظاہر ہے کہ ماہ رمضان کو سلامتی اور عمدگی سے گذارنے کے لئے لازم آتا ہے کہ ہم حقوقِ رمضان کی مکمل نگہداشت کریں۔ روزے کا فریضہ اور نمازِ تراویح باقاعدگی سے اور کماحقہٗ ادا کریں، غریبوں کی امداد کریں، جود و سخا سے کام لیں اور تزکیۂ نفس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوں۔

میرے عزیز بھائیو! اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر رحمتِ باری کا یہ مہینہ بھی آپ کے دلوں کی اصلاح کرنے اور اللہ رب العزت کی نافرمانی سے باز رکھنے میں ناکام رہا تو پھر بھلا وہ کون سی شے ہے جو آپ کے دل پر اثر کریگی۔ اور فلاح و کامرانی کی وہ کون سی راہ ہے جو آپ پر کھُل سکے گی۔ پھر نہ جانے کتنے ایسے روزہ دار ہیں کہ وہ اس رمضان کے بعد کبھی روزے نہ رکھ سکیں گے اور کتنے ہی ایسے راتوں کو قیام کرنے اور تراویح پڑھنے والے ہوں گے کہ پھر انہیں کبھی قیام کرنا اور تراویح پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔

دیکھو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔

(باقی صلا پر)

۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء

رمضان کے روزے زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط

ترجمہ: رمضان وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ لوگوں کے واسطے ہدایت اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے۔ سو تم میں جو کوئی اس مہینہ کو پائے تو اس کے روزے ضرور رکھے۔

بزرگانِ محترم! اس آیت مبارکہ میں رمضان المبارک کے اندر روزے مقرر کرنے کی خصوصیت اور وجہ بیان کی گئی ہے۔ اور وہ ہے اس ماہِ مقدس میں نزولِ قرآن ——— چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم اپنے روزے ماہ رمضان المبارک میں رکھا کرو۔ یہ تمہارے لئے ایک مبارک مہینہ ہے۔ کیونکہ وہ قرآن جس میں لوگوں کی رہنمائی کے قوانین، سیدھے سادے احکام، حق و باطل میں تمیز کرنے والے اصول واضح کئے گئے ہیں۔ اسی مہینے میں نازل کیا گیا تھا۔ پس اسی مہینے میں روزے رکھو تمہیں برکت حاصل ہو گی۔

دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک میں چونکہ اللہ کا کلام نازل ہوا تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کی یادگار قائم رکھنے کے لئے اس میں روزے فرض کر دئیے ——— کلام اللہ نوعِ انسانی کے لئے مکمل ضابطۂ حیات اور کامل تربیتی ہدایت نامہ ہے ——— تو رمضان کے روزے زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو رمضان پائیں اور روزے مکمل رکھ لیں اور اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنا کر متقین کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔

محترم حضرات! دنیا کی ہر قوم میں روزہ رکھنے کا دستور موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم سے عاشورہ کے دن نجات ملی تھی۔ اس لئے یہودیوں میں اس دن کا روزہ رکھا جانے لگا۔ عیسائیوں کے ہاں بھی روزہ رکھنے کا قانون موجود ہے۔ ہندوؤں اور دوسری قوموں میں بھی کسی نہ کسی صورت میں روزہ کا تصور اور رواج یقیناً پایا جاتا ہے۔ تفصیلات اگرچہ مختلف ہیں لیکن اصل بہرحال موجود ہے۔

روزوں کے فضائل!

پھر روزوں کے فضائل بھی بے شمار ہیں۔ صحت و تندرستی پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھانے والوں اور فاقہ کاٹنے والوں میں برابری پیدا ہوتی ہے۔ اور اس طرح درسِ مساوات تازہ ہوتا ہے۔ امیر لوگ غریب لوگوں کی حالت سے عملی طور پر باخبر ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں شفقت و رحم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے باہمی میل محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ روحانی قوتوں میں ترقی ہوتی ہے۔ حیوانی خواہشوں پر پابندی ہونے کے باعث ملکیّت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ خدا ترسی کی صفت انسان کے اندر مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور خدا کے ہمہ وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ پوری طرح راسخ ہو جاتا ہے۔ مثلاً گرمی کا موسم ہے سخت پیاس لگ رہی ہے، مکان میں ٹھنڈا پانی رکھا ہے۔ روزہ دار کو دیکھنے والا کوئی نہیں لیکن وہ پانی نہیں پیتا ——— کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ جانتا ہے اور اس کا ایمان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور وہ اپنی قدرت کاملہ کے ہر جگہ موجود ہے ——— اسی تصور سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حکم کی عزت روزہ دار کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور کوئی دوسری طاقت اس پر غالب نہیں آسکتی ——— اب صاف ظاہر ہے کہ جب رمضان میں روزہ کے ذریعہ روزہ دار نے اپنے آپ کو خدا کے حکم سے جائز، حلال اور پاکیزہ خواہشات کو بھی چھوڑنے کا عادی بنا لیا۔ تو حرام، ناجائز اور بری عادتوں کے چھوڑنے میں اسے کوئی دِقت محسوس نہ ہو گی۔ ——— اور یہی وہ اخلاقی پاکیزگی ہے جس کا پیدا کرنا روزے کا حقیقی مقصد ہے۔

روزہ کا مقصد!

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر ایک روزہ دار جھوٹ کہنا، لغو اور بے ہودہ بکنا اور فضول کام کرنا نہیں چھوڑتا تو خدا کو اُس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی پرواہ نہیں۔ گویا روزے کا اصل مقصد اخلاق کو سنوارنا ہے۔ اگر اخلاق درست نہ ہوئے تو روزے سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

غرض

ہم مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ روزوں کی اس قدر فضیلت اور اہمیت کے پیشِ نظر ہر سال اس ماہ کے روزے مکمل طور پر رکھیں۔ رمضان کا پورا احترام کریں۔ اور اپنے اندر اخلاقی، جسمانی اور روحانی خوبیاں پیدا کریں تاکہ نزولِ قرآن کا مقصد پورا ہو اور رمضان المبارک واقعی نزولِ قرآن کا جشن اور یادگار ثابت ہو۔

رحمتِ الٰہی کا جوش!

سید دو عالم، روحِ دو عالم، رحمتِ دو عالم فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:-

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ہ

یعنی رمضان وہ مہینہ ہے۔ جس کی ابتداء رحمتِ الٰہی کے نزول کا وقت ہے، اس کے درمیان مغفرت کا زمانہ ہے اور آخر اس کا دوزخ سے آزاد ہونے کا وقت ہے (یعنی پورا اجر مل جانے کا وقت ہے)

ایک اور حدیث نبویؐ کے مطابق رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ مخلوقِ خدا کو گمراہ نہ کر سکیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ رحمتِ خداوندی کے جوش میں ہونے کی دلیل ہے۔ اور اسی لئے سید الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے رمضان کو رحمت کے نزول کا وقت بتایا ہے ——— بدیہی بات ہے۔ کہ اگر

مختار احمد الحسینی

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

تعلیماتِ الٰہیہ کے نزول کا مہینہ

رمضان المبارک کا مہینہ ہمیشہ سے تعلیماتِ نزولِ الٰہیہ کا مہینہ رہا ہے۔ مسند احمد میں یہ روایت ہے کہ تمام صحف آسمانی اسی مہینے میں نازل ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔

گو اس میں نزول وقتی کا تذکرہ ہے۔ جو یکبارگی ہوا تھا۔ لیکن اس پر تمام امت کے مفسرین کی یہی رائے ہے کہ نزول تدریجی کا آغاز بھی اسی مہینہ میں ہوا۔

قرآن اور رمضان کا تعلق

جس طرح رمضان اور قرآن میں صوتی اور لفظی لحاظ سے ایک واسطہ اور تعلق پایا جاتا ہے اسی طرح ان کا معنوی تعلق اور رابطہ بھی آپس میں بہت ہی گہرا ہے۔ قربِ الٰہی کا دونوں ذریعہ ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپ کے قرب کا آسان طریقہ کون سا ہے؟ فرمایا۔ تلاوتِ قرآن پاک۔ امام صاحبؒ نے عرض کی بفہم اور بلا فہم سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے۔ ارشاد ہوا۔ بفہم اور بلا فہم۔ سمجھ کے پڑھے یا بغیر سمجھ کے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جبرائیل امین رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا ورد کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ آخری بار دوبارہ ورد کیا۔

باعثِ شفاء!

قرآن اور رمضان دونوں روحانی وجسمانی امراض کے لئے باعثِ شفا ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ روزہ رکھو صحت یاب ہو جاؤ گے۔ جدید تحقیق نے طب وحکمت کی روشنی میں روزہ کو امراضِ جسمانی کے لئے باعثِ شفا قرار دیا ہے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ حکومتوں کی طرف سے ہفتۂ صحت منایا جاتا ہے۔ اسلام نے انسانی صحت وتحفظ کے لئے رمضان کو مہینہ صحت کے طور پر رکھا ہے اس میں جسمانی صحت بھی بحال ہوتی ہے اور روحانی صحت بھی نصیب ہوتی ہے۔

●

قرآن اور رمضان کا عمل بروز محشر

حدیث شریف میں آتا ہے کہ روزہ میدان حشر میں آکر کہے گا کہ اے اللہ! اس شخص نے بھوکا پیاسا رہ کر میرے ساتھ نباہ کیا تھا۔ آج میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ اسی طرح قرآن آکر کہے گا۔ "یا اللہ! اس شخص نے رات کو جاگ کر میرے تعلق کو زندہ رکھا۔ آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جب اعزازات تقسیم ہونگے

جب قیامت کے دن اعزازات تقسیم ہوں گے تو بھی ان دونوں کا تعلق ایسا ہی نظر آئے گا۔

حافظِ قرآن سے کہا جائے گا کہ تلاوت کرتا جا اور مدارج طے کرتا جا۔ جہاں تلاوت ختم ہوگی وہی حافظِ قرآن کا مقام ہوگا۔

اور رمضان سے متعلق ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک کا نام باب الریان ہے جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

محبت کے تقاضے اور اس کی تکمیل

عشق ومحبت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ جو لوگ انہیں پورا کریں وہی قربِ محبوب اور اس کی خوشنودگی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس عالم ناپائدار میں یوں ہوتا ہے کہ محبوبِ مجازی کی یاد میں عاشق جنگلوں اور ویرانوں کی خاک چھانتا ہے۔ عیش وعشرت کو خیرباد کہہ کر کنج تنہائی میں جاگزیں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے اور محبوب کا افسانہ کہتے کہتے نیند آجاتی ہے۔ اور پھر بھی بجز نامرادی ونا کامی کے حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ غالب کے الفاظ میں ؎

وفائے دلبراں اتفاقی ہے ورنہ اے ہمدم
اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے

آیئے عشقِ حقیقی کا تصور اور اس کے تقاضے سمجھئے اور جانیئے۔

نوازشات کی بارشیں

اس کائنات کی تمام دلفریبیاں اور رعنائیاں صرف ایک ذاتِ حق کے جمال کا ادنیٰ سا پرتو ہیں۔ وہ اپنے چاہنے والوں پر نوازشات کی بارشیں برساتا ہے جو کچھ اس سے مانگا جائے وہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باکمال لوگ اللہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کے عشق کی منزلیں اسی کے تصور اور یاد سے طے پاتی ہیں۔ عارف رومی کے الفاظ ہیں ؎

عشق با مردہ نباشد پائیدار
عشق را با حیُّ و با قیُّوم دار

جب ہم رمضان کے اعمال پر نظر دوڑاتے ہیں۔ تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انسان کا بنیادی تعلق عشق ومحبت ہی کا ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ اگر اس میں تلاوتِ قرآن کی کثرت وتکرار کو پسند کیا گیا ہے تو اس کی وجہ حدیث یار کی تکرار ہی تو ہے۔ محض قانونی دفعات تو تلاوت کے لئے نہیں عمل کے لئے ہوا کرتی ہیں لیکن تلاوت کا اثر مومن کے دل کی گہرائیوں پر پڑتا ہے۔ قرآن کے ارشاد کے مطابق ایمان میں پختگی، زیادتی اور فہم وادراک جلا پاتے ہیں — فرمایا۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ۔

اور وہ جب اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھیں گے۔ اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔

تلاوتِ قرآن کا ایک عاشقانہ طریق ہی تو ہے۔ جس سے محبوبِ حقیقی کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہی حال رمضان المبارک کا ہے کہ محبوبِ حقیقی کے حکم میں بھوک وپیاس برداشت کی جاتی ہے اور یہی عمل الفت ومحبت کو اجاگر کرتا ہے۔ چنانچہ آخری عشرہ میں ایک منزل آتی ہے۔ جہاں ایک مومن اور عاشق صادق کنج تنہائی میں بیٹھ کر محبوب حقیقی کی یاد کے مزے لوٹتا اور زبان حال سے یوں گویا ہوتا ہے ؎

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

روزہ کا اجر اور بدلہ

روزے کا اجر اور بدلہ یوں دیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا یا روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں — یہ جزا

(باقی صـ۱۷ پہ)

سوانح قدسیہ شیخ الاسلام المعروف بہ انفاس قدسیہ

یعنی

قطب عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

مرسلہ ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

شیخ الاسلام کا مرتبہ

مفتی عزیز الرحمٰن مدنیؒ

بجنوری کی نظر میں

مولانا و مرشدنا حضرت شیخ الاسلامؒ کو خراج عقیدت ہر طبقہ کے افراد نے تحریراً و تقریراً نہایت بلیغ الفاظ میں پیش کیا ہے نہ صرف اہل ہند بلکہ باہر کی دنیا بھی آپ کی مداح نظر آتی ہے۔ نظریاتی اعتبار سے موافق ہی نہیں بلکہ مخالف بھی آپ کے کمالات کے معترف ہیں۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے ایک جلسہ میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو صدر القلوب کے لقب سے یاد کیا تھا۔ بہ ایں ہمہ میرے نزدیک حضرتؒ قرآن و حدیث کی عملی تفسیر ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی حضرتؒ کو دیکھنا چاہے تو دیکھے، کہاں دیکھے؟ کیا مسجد نبویؐ میں درس دیتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا دارالعلوم کی مسند صدارت پر؟ نہیں، کیا جمعیت علماء کی صدارت کرتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا حدیث پڑھاتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا بیعت کرتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا نقش حیات اور مکتوبات لکھتے ہوئے؟ نہیں۔ بلکہ آپ کو دیکھنے والا دیکھے۔ بھاگل پور بسیلا پور میں غنڈوں کے نرغے میں۔ کراچی کے دین ہال میں۔ نینی جیل میں، مالٹا میں، مہمانوں کے پیر دباتے ہوئے، مخالفوں کی مخالفتوں میں، ان مواقع پر حسین احمدؒ کی ذات شیخ الاسلام بن کر سامنے آتی ہے ؎

لٹی ہے ایسی بہار گلشن کہ کوئی غنچہ کھل نہ سکے گا
ہزار ہا باغباں تو ہوں گے حسین احمد نہ مل سکے گا

ہزاروں علماء و فضلاء اور اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔ مگر سیدی و مرشدی و مولائی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ جیسے خصوصیات کے مالک شاید کم پیدا ہو سکیں ؎

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تاریخ شاہد ہے کہ خیر القرون سے جتنا بُعد ہوتا جائے گا۔ قحط الرجال ہونا امر مستبعد نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جامع الصفات و کمالات شخصیتیں معدوم تو نہیں لیکن کمیاب ضرور ہیں۔ چنانچہ اس صدی میں حضرت شیخ الاسلامؒ کا وجود ایسا ہی تھا کہ جس کے بارہ میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ اس زمانہ میں اپنی خصوصیات کی وجہ سے ایک بے مثل شخصیت تھے لہٰذا اثبات دعویٰ کے لئے چند خصوصیات پیش کرتا ہوں۔

خصوصیت نسبی

مذہب اسلام میں شرافت و بزرگی کا انحصار نسب پر نہیں بلکہ حسب الارشاد باری تعالیٰ تقویٰ پر ہے اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں اور مالوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے"

حضرت شیخ الاسلامؒ فرمایا کرتے تھے ؎

نہ گوری کو دیکھو، نہ کالی کو دیکھو
پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

لیکن طہارت نفس اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ شرافت نسبی بھی حاصل ہو تو "نور علیٰ نور" الحمد للہ کہ حضرت شیخ الاسلام حسینی سیّد ہیں۔ والد صاحب سید حبیب اللہؒ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے ارشد الخلفاؒ اور ایک باخدا پاکباز بزرگ ہیں۔ والدہ بھی ایک ذاکرہ شاغلہ اور خدا رسیدہ خاتون ہیں۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے شرافتِ نسبی کے سلسلہ میں والد صاحب مرحوم کا ایک خواب نقشِ حیات میں نقل کیا ہے تحریر فرماتے ہیں :-

"والد صاحب فرماتے تھے میں نے اوائل عمر میں ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت فاطمہؓ ایک بڑے تالاب کے کنارے بڑے درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی چرخہ کات رہی ہیں اور میں اپنے آپ کو بچہ پاتا ہوں اور تالاب کے دوسرے کنارے پر ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں دریا میں تیرتا ہوا ان کی طرف اس طرح جا رہا ہوں کہ جیسے بچّہ اپنی ماں کے پاس جاتا ہے۔ میں خواب ہی میں ان کو ماں سمجھ رہا ہوں اور وہاں پہنچ گیا ہوں"

ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے مدینہ منورہ میں اس کو ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا مطلب تھا۔ میں نے عرض کیا کہ مطلب تو ظاہر ہے۔ آپ سمندر کے دوسرے

کنارے پر تھے ہجرت کر کے مدینہ منورہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ نسبی سلسلہ میں وہ ماں ہی ہیں نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ کو نسب نامہ کی تلاش تھی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسینؓ گھوڑے پر سوار جہاد کو جا رہے ہیں اور میں ان کے پاس کھڑا ہوا ہوں تو مجھ کو فرمایا کہ تو میری اولاد میں سے ہے۔

اسمی خصوصیات

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو "سراجاً منیرا" کے پیارے لقب کے ساتھ یاد فرمایا ہے حسنِ اتفاق سے حضرت شیخ الاسلامؒ کا تاریخی نام بھی "چراغ محمدؐ" ہے۔ آپ کا اصلی نام حسین احمدؒ اور بڑے بھائی کا نام محمد صدیقؒ دوسرے بھائی کا نام سید احمدؒ ایک بھائی کا نام سید محمود احمد مدظلہٗ ہے ان تمام اسماء کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ اس حدیث کے مصداق ہیں جس کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور ان میں سے کسی کا نام محمد نہیں رکھا تو اس نے جہالت کی۔

حسنِ اتفاق سے حضرت شیخ الاسلامؒ کے دونوں ناموں میں آنحضرتؐ کے پسندیدہ اسماء محمد۔ حسین۔ احمد موجود ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فنا فی الرسول بنانے کے لئے شروع ہی سے آپ کو منتخب فرما لیا تھا ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

طالب علمی کی خصوصیات

یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ آپ کی اردو کی تعلیم پدر بزرگوار (حبیب عجمی ثانی) کے سامنے ہوئی اور شفیق باپ نے علم کے ساتھ ساتھ روحانی ادب بھی سکھایا جس کی وجہ سے جب آپ ۱۳ سال کی عمر ۱۳۰۹ھ میں دیوبند پہنچے تو اساتذہ کا بے حد احترام اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ چنانچہ اس خداداد جذبۂ خدمت اور علمی مشغلہ نے آپ کو اساتذہ کا منظور نظر بنا دیا حضرت شیخ الہندؒ نے باوجودیکہ آپ اوپر کی بڑی کتابوں کا درس دیتے تھے۔ اس فرزند ارجمند کو ہونہار اور سعادت مند دیکھتے ہوئے فارغ اوقات میں ابتدائی کتابیں بھی خود ہی پڑھائیں ان تمام توجہوں اور شفقتوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ دارالعلوم کے سالانہ امتحان میں اوّل آئے۔

عالمانہ خصوصیّت

جب آپ فارغ التحصیل ہو گئے تو حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو اپنے بھائی کے ہمراہ گنگوہ شریف بھیج کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت کرا دیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ دیوبند ہوتے ہوئے مدینہ منورہ کے لئے اپنے والد محترم کے ہمراہ روانہ ہونے والے تھے تو دیوبند سٹیشن پر آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق صاحب کو رخصت کرنے کے لئے دارالعلوم کے طلبا کے ایک بڑے ہجوم کے ساتھ اسٹیشن تک پیدل حضرت شیخ الہندؒ بھی تشریف لائے اور راستہ میں پند و نصائح فرماتے رہے۔ ارشاد فرمایا کہ "دیکھنا پڑھانا نہ چھوڑنا، چاہے دو ہی طالبعلم کیوں نہ ہوں"۔

اکابر بزرگوں اور اساتذہ کی توجہات اور دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے تو حالتِ سفر میں آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا۔ چنانچہ نقش حیات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مکہ معظمہ سے روانہ ہونے کے چوتھے روز جبکہ قضیمہ سے رابغ کو قافلہ جا رہا تھا۔ میں نے اونٹ پر سوتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں میں قدموں پر گر گیا۔ آپ نے میرا سر اٹھا کر فرمایا کہ کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جو کتابیں میں پڑھ چکا ہوں وہ یاد ہو جائیں اور جو نہیں پڑھیں ہیں۔ ان کے سمجھنے کی قوت پیدا ہو جائے"۔

مذکورہ خواب کی موجودگی میں حضرتؒ کی علمیت پر مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے ۱۸ سال تک حرم نبویؐ میں صاحب کتاب و سنت کے زیر نظر رہ کر علم کے وہ دریا بہائے کہ جس کی وجہ سے پرانے حلقہ ہائے درس ٹوٹنے لگے۔ معاصرین کو رشک ہونے لگا۔ چہار دانگ عالم میں آپ کے علم کا شہرہ ہو گیا اور آپ عرب ہی میں نہیں بلکہ عجم میں بھی شیخ الحرم نبوی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اس خداداد شہرت اور قابلیت کی بنا پر آپ کے مخالفین بھی آپ کی علمی لیاقت کے معترف تھے"۔

مولانا حسین احمد صاحبؒ کا درس بحمد اللہ حرم نبویؐ میں بہت عروج پر ہے اور عزت و جاہ بھی حق تعالیٰ نے وہ عطا فرمائی ہے کہ ہندی علماء کو کیا معنی، یمنی اور شامی بلکہ مدنی علماء کو بھی وہ بات حاصل نہیں ہے۔ آپ سرتا پا خلیق مہمان نواز، غیور، باحیا اور بعض ان صفات حمیدہ سے متصف ہیں۔ جن پر دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی ہے"۔

(تذکرۃ الرشید)

یوں عالم ہونا اور علوم و فنون میں کمالات حاصل کرنا تو کچھ دشوار نہیں اگر کوشش کی جائے تو بفضل ایزدی آج بھی حافظ ابن حجر ابن ہمامؒ ہو سکتے ہیں کیونکہ علم کا دروازہ بند نہیں ہے اور نہ کسی خاص طبقہ کے لئے مخصوص ہی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے جتنا علم حاصل کیا جائے، اس پر عمل بھی کیا جائے تو علوم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کی صدر نشینی

دنیا کے تمام علمی مراکز میں سے دارالعلوم دیوبند ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی صدر نشینی کے لئے منجانب اللہ علم و عمل کے شمس و قمر منتخب ہوتے رہے کہ جن کی علمی و روحانی ضیا پاشیوں نے اطراف عالم کو منور کیا چنانچہ سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ جو اپنے زمانے میں جلیل القدر اور قطب العالم تھے منتخب ہوئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ جنکی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، ان کے بعد حضرت

مولانا سید انور شاہؒ کشمیری منتخب ہوئے ان کے بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمدؒ مدنی کو اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کی صدارت کیلئے منتخب کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند مکتوبات شیخ الاسلام میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کی مرکزی شخصیت اس وقت دارالعلوم کے جس عہدہ پر فائز ہے۔ وہ روایتی طور پر محض مدرسی یا صدر مدرسی کا عہدہ نہیں بلکہ ہمیشہ ایک عمومی مقتدائیت کا عہدہ رہا ہے جس کی طرف رجوع عام ہوتا ہے۔ اور جس کے لیئے منجانب اللہ ہمیشہ ایسی ہی ممتاز شخصیتیں منتخب ہوتی رہی ہیں امتیاز ہمیشہ مناسبتِ وقت فضائل و کمالات کے معیار سے رہتا آیا ہے"

چنانچہ حضرت شیخ الاسلامؒ مسجد نبوی اور دارالعلوم دیوبند میں علم و عرفان کی ایک عرصہ تک بارش برساتے رہے، اطراف و اکنافِ عالم سے علوم و عرفان کے پیاسے آتے تھے اور مدنی سمندر سے سیراب ہو کر جاتے رہے۔

بہرحال حضرتؒ کا تبحر علمی کسی شہادت کا محتاج نہیں آپ کی قابلیت اور کمال علمی کا شمس فی نصف النہار کا صحیح مصداق ہے۔ علاوہ درس نظامی کے وہ کتابیں برسوں آپنے حرم نبویؐ میں پڑھائی ہیں۔ جن کا نام بھی بہت سے علماء نہیں جانتے ہر فن کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کتاب آپ کو بخوبی یاد تھی۔ چنانچہ ایک طالب علم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حوالہ میں میزان الصرف کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر سنائی۔

"بدان۔ اَسْعَدَکَ اللّٰہُ تعالیٰ فِی الدَّارَیْنِ کہ جملہ افعالِ متصرفہ و اسمائے متمکنہ از روئے ترکیب حروفِ اصلی بر دو گونہ است۔"

علماء جانتے ہیں کہ ایک عالم اور مدرس اعلیٰ کے لئے اتنی چھوٹی کتاب کی عبارت حرف بحرف یاد رکھنا کتنا مشکل کام ہے۔ حدیث، تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، اسماء الرجال، صرف و نحو معانی و بیان، منطق و فلسفہ اور ہیئت میں آپ کو مہارت تامہ تھی۔ نیز تاریخ دانی میں بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ جنگِ آزادی کے سلسلہ میں آپ کو انگریزوں کے خلاف کافی تاریخی معلومات تھی۔

خصوصیاتِ درس

جس طرح ہمارے حضرتؒ اپنے کمال علم و فضل میں مثیل و عدیل، نہیں رکھتے تھے۔ اسی طرح آپ اپنے حلقۂ درس کی خصوصیات کے خاتم ہیں اور شاید صدیوں ان اوصاف کا حامل حلقہ درس کو میسر نہ آسکے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مسند درس پر سینکڑوں طلباء کے درمیان آپ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شفیق باپ ہیں۔ حلقہ میں غبی سے غبی اور ذکی سے ذکی طالب علم موجود ہوتا تھا۔ لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ طلبا کے جا اور بیجا سوالات سے آپ کو تکدر ہوا ہو، ایسا بھی ہوتا رہتا تھا کہ آپ نے کسی مسئلہ پر دو تین گھنٹہ تقریر فرمائی اور حلقۂ درس میں سے کسی نے عرض کر دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آیا یا میں موجود نہ تھا تو بلا کسی ناگواری کے پھر اسی تقریر کو اسی انداز سے مکرر سکرر دُہرا دیتے تھے۔

حدیث نبوی میں آپ کو بہت شغف تھا۔ پہلے بخاری اور ترمذی دونوں کتابیں پڑھاتے تھے۔ آخر میں غالباً ۷۲ھ سے بوجہ ضعف، مجلس شوریٰ نے صرف بخاری شریف ہی آپ کے لئے تجویز فرمائی ہر دو کتب الٰہی خصوصیات کی وجہ سے جن اوصاف کی حامل ہیں۔ علماء اُن سے بخوبی واقف ہیں۔ ان دونوں کتابوں کا پڑھانا کسی معمولی عالم کا کام نہیں۔

درس حدیث کے وقت روایت اور درایت دونوں طرح پورا بیان فرماتے تھے۔ متن حدیث یا سندِ حدیث میں اگر کہیں کمزوری، ضعف یا اضطراب ہوتا تو اس کو مع حوالہ بیان فرماتے تھے۔ اور اپنی رائے بھی ظاہر فرما دیتے تھے۔ اکثر دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ حدیث کے راویوں کے بارے میں کلام کرتے وقت رواۃ سے متعلق مشہور واقعات۔ کو بھی بیان فرما دیتے تھے۔

غرضیکہ ہمارے حضرتؒ حدیث پر ہر نوعیت سے کلام کرتے تھے۔ حدیث قلتین پر متعدد اشکالات شافعیہ پر قائم کر دیئے اور ہر اشکال کو مدلل بیان کیا اور حنفی مسلک کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسے واضح طور سے بیان فرمایا کہ عقل دنگ رہ گئی۔ عموماً ایسا ہوتا تھا، کہ مخالف مسلک کو مستدل بنا دیتے تھے غرضیکہ ہر فن میں آپ نے ایسے خوشے چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

؎ پتہ دیتی ہے شوخی نقش پا کی
کوئی اس راہ سے ہو کر گیا ہے

علمی تصانیف

افسوس ہے کہ حدیث یا تفسیر یا فقہ میں آپؒ نے کوئی یادگار نہیں چھوڑی۔ اور اس کی وجہ جہاد حریت کی شرکت اور طول طویل سفر ہیں لیکن ہزاروں شاگرد ایسے چھوڑے جو بحمد اللہ بخاری و ترمذی کی شرح عربی زبان میں لکھ سکتے ہیں۔ باوجود اتنی مشغولیتوں کے زبانِ اُردو میں متعدد تصانیف ہیں جو اعلیٰ معیار کی ہیں۔

نقشِ حیات

یہ آپ کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ جس میں آپ نے تاریخ ہند کے پس منظر میں علمائے حق کے سیاسی موقف کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ اس لئے اگر ہم اس کتاب عظیم کو ہندوستان کے حریت پسند مسلمانوں کی جد و جہدِ آزادی کا منشور کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔

ساتھ ہی ساتھ اس میں سالکین کے لئے سلوک کا سرمایہ بھی جمع کر دیا گیا ہے۔

مکتوبات

در اصل ان مکتوبات کو قرآن کی تفسیر اور حدیث و فقہ کی شرح کہا جائے تو مناسب ہے۔ یہ مجموعہ تین ضخیم جلدوں میں پھیلا ہوا ہے۔

مولانا جمیل احمد صاحب میواتی

غیبت کرنا گناہِ کبیرہ ہے

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا... (الآیہ)
(ختم۔ سورۃ الحجرات۔ رکوع ۱۴۔ آیت ۱۲)

ترجمہ: اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ اس پوری آیت شریفہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں — "اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے، تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو"۔

حاشیہ پر یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا کہ اس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج ہو، گو وہ سچی بات ہی ہو، ورنہ تو بہتان ہے۔ اور پیٹھ پیچھے کی قید سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سامنے جائز ہے کیونکہ وہ لمز میں داخل ہے"۔ جس کے معنی ہیں طعنہ دینا۔ جیسا کہ اسی سورت مبارکہ میں ارشاد فرمایا۔ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ "اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو"۔ طعنہ کہتے ہیں منہ پر بات مار دینا۔ احمق لوگ اس کو بہادری خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی تو بدخصلت ہی ہے۔

حدیث شریف میں غیبت کے متعلق یہ الفاظ آئے ہیں۔ الغیبۃ اشد من الزنا (اوکما قال) غیبت کرنا زنا سے بھی سخت (گناہ) ہے۔ بزرگانِ دین سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ وعید تو عام مسلمانوں کی غیبت کرنے کے متعلق ہے۔ علمائے کرام اور اہل اللہ کی غیبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اپنی سگی ماں سے زنا کرنا۔ کیونکہ یہ حضرات خاصانِ خدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی غیبت کرنا اور بھی سخت ہوئی"۔ کبھی ہم نے سوچا بھی کہ جس کو ہم تبصرہ کرنا کہتے ہیں کہیں غیبت تو نہیں۔ اور پھر اہل اللہ کی۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔

اوّل تو زنا ہی کون سا کم درجہ کا گناہ ہے اس کا شمار کبائر میں ہوتا ہے۔ پھر آج جس قدر قتل و فساد رونما ہو رہے ہیں۔ اکثر اسی بدکاری کے سبب ہوتے ہیں۔ سینکڑوں انسان جیلوں میں، ہسپتالوں میں اسی کے سبب پڑے ہوتے ہیں۔ مقدمات پر ہزاروں روپے جائز و ناجائز صرف ہوتے ہیں پھر ساری عمر کی دشمنی آپس میں ایک دوسرے گروہ کے ساتھ الگ رہی۔

مگر غیبت عند اللہ اس زنا جیسے کبیرہ گناہ سے بھی سخت اور بدتر گناہ ہے۔ کل مرنے کے بعد ہی اس کی لعنت کی اصل حقیقت گونا گوں عذاب کی صورت میں سامنے آئے گی۔ تب آنکھیں کھلیں گی۔ الا ماشاء اللہ۔ دینداروں میں بھی شاید ہی کوئی اس خباثت سے پرہیز کرتا ہو۔

سیدنا غوث الاعظم حضرت شاہ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی نور اللہ مرقدہ و برّدہ مضجعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ "آج ندامت کے آنسو رولے کل کو کام آجائیں گے۔ ورنہ مرنے کے بعد اگر خون کے آنسو بھی روئے گا تو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا"۔

شیخ التفسیر حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ "دنیاداروں کو دنیاوی لذتوں کا مارفیا کا انجکشن لگا ہوا ہے۔ کل جب مرنے کے بعد اس کا اثر زائل ہوگا تب پتہ لگے گا کہ روحانیت پر کیا کیا چرکے لگے تھے"۔

شیخ المعظم حضرت اقدس مولانا رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں — "اہل اللہ کو بے ادبی سے یاد نہیں کرنا چاہیئے"۔ سبحان اللہ سیدھے سادے الفاظ میں کتنی بڑی بات فرما دی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سب ہی کو عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین!

میرا مقصد اس ہندی کی چندی کرنے سے یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو خواہ وہ عوام ہوں یا خواص، اہل علم ہوں یا جہّال ان کو غیبت کی بُرائی کا علم نہیں؟ جانتے سب ہیں مگر مانتے سب نہیں۔ جان بوجھ کر دیدہ دلیری سے غیبت کرتے ہیں۔ اور طرّہ یہ کہ اپنی غلطی کو غلطی تسلیم نہیں کرتے۔ یہ پڑھے لکھے جھٹ تاویلات کر کے اپنے آپ کو مبرّا کر دکھاتے ہیں۔ بھائیو! جس سے واسطہ پڑنا ہے وہ بڑا دانا و بینا ہے — یہ مداری پنا وہاں نہیں چلے گا۔ خیر اسی میں ہے۔ کہ اس ٹکے بھر کی زبان کی حفاظت کرو۔ اور اکثر خاموش رہو! کھولو تو خیر و بھلائی کے ساتھ کھولو۔

غیبت کی تو تعریف ہی یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کرنا۔ اب تم اس کو تبصرہ کہہ لو، گفتگو کہہ لو، بحث و مباحثہ کہہ لو، تذکرہ کہہ لو، یا اور کچھ کہہ لو۔ عند اللہ وہ تو غیبت ہی ہے۔ کوئی رشوت کا نام انعام یا محنتانہ رکھ لے تو کیا واقعۃً رشوت انعام بن جائے گی اور جائز ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ ٹھیک اسی طرح کسی مسلم کے پیٹھ پیچھے برائی کرنا خوب سمجھ لو غیبت ہے جو زنا سے بھی سخت ہے۔ تمہاری اصطلاحات کا وہاں کوئی اعتبار نہیں۔ وہاں تو خدائی اصطلاحات ہی محکم ہیں۔

اگر کسی سے کہا جائے کہ بھائی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرنے سے کیا حاصل؟ تو فوراً تڑک کر جواب دیتے ہیں"۔ میاں! ہم تو اس کے منہ پر کہنے کو تیار ہیں۔ ہم کوئی ڈرتے ہیں"۔ ان پاگلوں سے کوئی یہ پوچھے کہ سامنے بُرائی کرنا کون سی نیکی ہے یہ تو عند اللہ طعنہ دینا ہوا۔ سو یہ بھی گناہ ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا یا سامنے برائی کرنے سے غیبت یا طعنہ جیسے دو گناہوں میں سے ایک میں ضرور مبتلا ہو جائے گا۔ نجات بس بُرائی نہ کرنے میں ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھانا"۔ اور اس کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ کتنا گھناؤنا فعل ہے۔ ایک مردہ کا گوشت کھانا اور پھر وہ بھی بھائی کا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ متعدد احادیث مبارکہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اوّل تو اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرما دینا ہی تسلّی کے لئے سب سے بڑا ثبوت و گواہ ہونا چاہیئے۔ تاہم جب مزید کتاب و سنت کی روشنی میں ایسی باتوں کی حسّی قطعی صورت سامنے آجائے پھر تو تذبذب اشکالات پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب چند واقعات اس سلسلہ میں گنائے جاتے ہیں:۔

۱۔ چند عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریفہ میں حاضر ہوئیں۔ جو کہ روزہ سے تھیں۔ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں تو روزہ بہت لگ رہا ہے — ہماری تو جان نکلی جا رہی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم نے گوشت کھایا ہے جس کے سبب روزہ لگ رہا ہے۔ عرض کرنے لگیں۔ ہم نے تو کوئی چیز بھی نہیں کھائی۔ آپؐ نے ارشاد کیا۔ تم نے فلاں کی غیبت نہیں کی۔ عرض کرنے لگیں جی ہاں کی ہے فرمایا۔ بس تو مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا — نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے دانتوں میں خون لگا دیکھ رہا ہوں۔ تم قے کرو۔ تمہارے اندر سے گوشت کی بوٹیاں نکلیں گی۔

۲۔ چند لوگ مسجد شریفہ میں بیٹھے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی درمیان میں تشریف فرما تھے۔ جب ان صاحبان کو علم ہوا کہ سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے گوشت آیا ہے تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگے آپ تشریف لے جائیں اور ہمارے واسطے گوشت لے آئیں۔ آپ حاضر خدمت ہوئے اور ان لوگوں کا پیغام خدمت اقدس میں پہنچایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ وہ لوگ تو گوشت کھا چکے ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ان لوگوں کے پاس آئے۔ اور جواب عالی کہہ سنایا۔ وہ کہنے لگے ہم نے تو گوشت کھایا ہی نہیں۔ آپ ہی کو تو لینے کے لئے بھیجا تھا۔ آپ دوبارہ تشریف لے جائیں اور عرض کریں حضورا آپؐ کی اس سے کیا مراد ہے کہ تم نے گوشت تو کھا لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب زیدؓ تم سے جدا ہو کر میرے پاس آئے تھے تو کیا ان لوگوں نے ان ہی کی غیبت نہیں کی تھی۔ عرض کیا۔ حضورؐ! کی تھی۔ فرمایا تو بس یہ گوشت کھانا نہیں تو اور کیا ہے۔

۳۔ مشہور مشائخ چشت اہل بہشت حضرت ابراہیم بن ادھم نور اللہ مرقدہٗ نے چند لوگوں کی دعوت کی آپؐ ان کو بٹھلا کر کھانے لینے گئے۔ وہ لوگ کسی کی غیبت میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ کھانا لے کر واپس تشریف لائے تو فرمایا پہلے زمانہ کے لوگ اوّل روٹی کھایا کرتے تھے بعد میں گوشت۔ آج کل پہلے گوشت کھا لیتے ہیں بعد میں روٹی کھاتے ہیں۔ مراد غیبت کر کے مرے بھائی کا گوشت کھانا ہے ـــــ ان واقعات سے اس بدخصلت غیبت کی قبیح صورت مشاہدہ میں آتی ہے۔

جب حرام غذا کھانے سے عبادت و دعا قبول نہیں ہوتی تو مرے بھائی کا گوشت جو صریحاً حرام ہے اس کے کھانے سے کیونکر عبادت و دعائیں قبول ہوں گی۔ پھر دعائیں قبول نہ ہونے کا رونا کیوں رویا جاتا ہے۔ حرام کھا کر جو غذا جزوِ بدن بنے گی اس جسم کا بہترین ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ نیز حرام غذا کھانے کے بعد جو طاقت بدن میں آئے گی اور اس کی بناء پر جو دعا کی آواز بلند ہو گی تو یہ خبیث آواز خدائے پاک کے دربار میں کیونکر رسائی حاصل کر سکے گی۔

اسی چیز کے متعلق پیران پیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں اے لوگو! تم روزہ رکھتے ہو تو حلال غذا کھا کر اور افطار کرتے ہو حرام غذا سے یعنی غیبت کر کے روزہ افطار کر لیتے ہو۔ مراد یہ ہے کہ مرے بھائی کا گوشت کھا لیتے ہو۔

یہ بہت ہی مشہور ارشاد عالی ہے کہ غیبت کرنے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ گو یہ ٹوٹنے سے ایسا ٹوٹنا نہیں مراد لیا جاتا جس پر کفارہ و قضا لازم آئے تاہم روزہ کی اصلیت و روحانیت و نورانیت ختم ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں جو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ فرمایا ہے اس سے یہ ہی تو مراد عالی بیان فرمائی ہے کہ تاکہ روزے رکھ کر متقی بن سکو۔ گو روزے رکھ کر جسم میں توانائی بھی آتی ہے مگر روزوں کی یہ مراد نہیں بیان فرمائی "تاکہ تم پہلوان بن سکو۔" اصل تو تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ جسمانی درستی تو ضمناً حاصل ہو جائے گی۔ جب غیبت ہی کر لی جو تقویٰ کی ضد ہے تو روزہ کی افادیت تو ختم ہو گئی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگوں کا روزہ رکھنے سے سوائے بھوکا مرنے کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جن باتوں سے منع کر دیا گیا ہے اور جن قباحتوں سے روزہ رکھ کر ان سے دُور رہنے پر اعانت حاصل ہو گی وہ مقصد تو فوت ہو گیا۔

حضرت عالی لاہوریؒ نور اللہ مرقدہٗ اس بات کو یوں فرمایا کرتے تھے کہ جب روزہ رکھ کر جو چیزیں حلال تھیں ان سے رُک گیا۔ مثلاً روٹی پانی وغیرہ۔ تو حرام چیزوں سے تو بدرجہ اولیٰ دور رہنے کی صلاحیت تربیت اور تزکیہ جیسی نعمت اس روزہ کی برکت سے حاصل ہو جائیگی۔ برس ہا برس حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت اقدس مولانا رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کو دیکھنے کا موقعہ نصیب ہوا میں قسم کھاؤں تو جھوٹ نہ ہوگا۔ کبھی ان حضرات کی زبان مبارک سے غیبت تو درکنار یعنی گفتگو، بے جا حرکت، بے جا ہنسی ہنسنا بھی نہیں دیکھا گیا۔ اللہ کریم نے ان حضرات کو اس درجہ اپنی رضا عالیہ کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا۔ حفاظتِ خداوندی نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔ یہ نعمتِ لازوال جب ہی تو حاصل ہوتی ہے کہ انسان مقدور بھر پہلے خود ان قباحتوں سے پرے رہے۔ پھر رحمتِ خداوندی بڑھ کر ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

غیبت زبان کے علاوہ

زبان کے علاوہ غیبت ہاتھ پیر، آنکھوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی کے ٹھاپے کو ہاتھ پھیلا پھیلا کر ظاہر کیا، کسی کے بھینگا ہونے کو ایک آنکھ بند کر کے ظاہر کیا، کسی کے دراز قد یا پست قد کو ظاہر کیا۔ یہ سب غیبت میں شمار ہے اگر اس کو ان حرکات کا علم ہو جائے تو ضرور رنج ہو گا۔ ان حرکات نازیبا سے بھی حد درجہ اجتناب لازم ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ کامل مومن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زبان کے علاوہ دیگر اعضاء سے بھی گناہوں کا صدور ممکن ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ آنکھ، کان، دل وغیرہ سب کی بابت باز پرس ہو گی کہ کیا کیا حرکات و افعال کا صدور ان سے ہوا۔ حق تعالےٰ سب ہی کی دائمی حفاظت فرمائیں۔ ہم سب ہر آن اس کی رحمت بے پایاں کے محتاج و سراپا محتاج ہیں۔ ارحم یا الرّاحمین۔

غیبت کنایۃً بھی ہوتی ہے

مثلاً جس کی غیبت کی۔ اس کا نام تو نہیں لیا لیکن انداز کچھ ایسا اختیار کیا کہ اہل محفل سمجھ گئے کہ یہ حضرت کن پر برس رہے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہ سہی تو اللہ تعالےٰ تو خوب جان رہے ہیں کہ کس کی غیبت ہو رہی ہے۔ جزا و سزا تو اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی اگر منہ سے سوال کرے تو حرام "مخلوق بیچاری محتاج سے کیا مانگنا" اور اگر دل ہی دل میں یہ جذبہ پک رہا ہے کہ ہائے مجھے کوئی دے جائے تو یہ اشراف اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک تو دونوں علم اور جاننے کے درجہ میں ایک ہی ہیں۔ ہاں مخلوق نے سوال کے بول کو سن کر تو کہہ دیا کہ بھیک مانگی۔ باقی جو دل سے بھیک مانگی جا رہی تھی اس کا پتہ یوں نہیں چل سکا کہ ہر چیز کا علم کامل سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کو نہیں۔ سو بھائیو! اس نوعیت کی غیبت سے بھی بچو۔ ورنہ گناہ تو بہر صورت لازم آ جائے گا۔

غیبت کرنے والا بے وقوف، بزدل اور خیر خواہ نہیں۔ بے وقوف تو اس لئے کہ اگلے کو علم بھی نہیں اور یہاں یہ صاحب جل جل کر خاک ہو رہے ہیں۔ غیبت کی صورت میں دل کی خوب بھڑاس نکالی۔ گناہ لازم ہوا۔ نیکی برباد اور جس کو کوسا اس کو ذرہ برابر گزند نہیں پہنچی۔ بزدل اس لئے ہے کہ اس سے ڈرتا ہے۔ ورنہ کسی جائز طریقہ سے اپنا شکوہ ان ہی کو کہہ سناتا۔ تاکہ معاملہ صاف ہو جاتا۔ اور خیر خواہ اس لئے نہیں کہ یہ جس کی غیبت کر رہا ہے اور کڑھتا ہے کہ ہائے اس میں یہ بُرائی کیوں ہے تو اے بیوقوف بر سرِ مجلس اوروں کے سامنے برائی بیان کرنے سے نہ تو اس کو اپنے کھوٹ کا علم ہوا، نہ کچھ نصیحت ہوئی۔ نہ تیری ہمدردی کا علم ہوا۔ معلوم ہوا یہ ہمدرد نہیں ہے۔ بلکہ اپنا بھی یہ بدخواہ ہے کہ کل قیامت میں اس کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں چلی جائیں گی۔

غیبت زنا سے بھی سخت یوں ہے۔ کہ زانی تو صرف اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہی کا مجرم ہے اور غیبت کرنے والا اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا بھی مجرم اور جس کی غیبت کی اس کا حق مارنے کے سبب اس کا بھی مجرم۔ اب جب تک اس شخص مذکور سے معافی نہیں مانگے گا اللہ تعالےٰ معاف نہیں فرمائیں گے۔ اور نفس اس قدر متواضع و منزکی ہے نہیں جو معافی مانگے۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو غیبت ہی کیوں کرتا۔ جب بدستور گناہ ہوتے رہیں گے دل بھی رفتہ رفتہ سیاہ ہوتا جائے گا یہ تمام تر باتیں احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ دل کی سیاہی اور اندھاپن سے نہ نیکی کرنے کا ذوق شوق

باقی رہتا ہے نہ گناہ کرنے سے کراھن ہوتی ہے۔ اور یہ حالت انتہائی ہلاکت خیز ہوتی ہے۔ زنا کو تو خیر انسان گناہ جانتے ہی ہیں اور جو اس سے بھی سخت ہے غیبت۔ اس کو جب گناہ بھی نہ جانیں گے تو توبہ کیوں کر کریں گے۔

آسان ترکیب اس سے بچنے کی

یہ ہے۔ جو غیبتیں اب تک ہوتی رہی ہیں، صدق دل سے اللہ تعالےٰ سے معافی مانگے۔ آگے رمضان شریف آرہا ہے اور زیادہ احتیاط کرے اور خوب دعائیں اس سے بچنے کی مانگے۔ دن اور رات میں رمضان شریف میں ایک ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ بالخصوص سحری و افطاری کے وقت اور جن کی غیبت کی ہے۔ ان کے حق میں خوب دعائے خیر کرے امید ہے کہ عند اللہ چھٹکارے کی کوئی صورت نکل آئے گی۔

آئندہ احتیاط اس کرے کہ بلا ضرورتِ شدیدہ کسی کا ذکر پیٹھ پیچھے برائی سے تو ہرگز نہ کرے، بھلائی سے بھی نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں لیکن مجلس میں اس شخص مذکور سے کوئی نالاں بیٹھے ہوں۔ تمہاری زبانی تعریف سن کر بھڑک اُٹھے اور لگے اس کی برائی بیان کرنے تو اس صورت میں غیبت کی تو نہیں مگر سننی پڑی۔ ہاں جب سب ہی اس شخص سے بھی خواہاں ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی غیبت ہو جائے تو فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لے۔ درود شریف پڑھے۔ ہر بار جب یہ سزا نفس کو ملے گی تو رفتہ رفتہ خوف زدہ ہو کر ایسی گندی عادت چھوڑ دے گا اور یہ دیکھا بھی گیا ہے۔ اور یہ یاد بھی رکھیے گا کہ باوجود مذکورہ علاج اور احتیاط کرنے کے یک دم غیبت کرنے کی عادت ظاہر ہیں کیونکہ چھٹے گی۔ جو عادت برسوں سے پڑی ہوئی ہے۔ رفتہ رفتہ جائے گی۔ اس صورت میں ملول و مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کہ ہائے ہر بار عہد کرنے پر کہ اب غیبت نہ کروں گا۔ پھر ہو جاتی ہے ہاتھ پیر نہ چھوڑ بیٹھنا۔ اس لئے گناہوں سے پاک کرنا اور چھڑانا یہ اپنا کام نہیں۔ یہ تو حق تعالےٰ جل شانہٗ کا فعل مبارک ہے۔ مرحوم رئیس المتغزلین جگر مراد آبادی فرماتے ہیں ؎

"اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں"

ہوگا یہ کہ تمہارے سچے دل سے عہد کرنے اور کڑھنے کے سبب اللہ تعالےٰ کو پیار آجائے گا۔ تو اُدھر سے ایک اشارہ ہو جانے پر کام بن جائے گا۔ انسان اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ ؎

تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا
مگر ہو سچے دل سے تب جا کر رحمت الٰہی متوجہ ہوگی۔ اس صورت میں برسوں کا کھوٹ آن واحد میں دُور ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں تم بالشت بھر میری طرف چلو میں ایک ہاتھ تمہاری طرف آؤں گا۔ تم ویسے چل کھڑے ہو جاؤ میں دوڑ کر تمہاری طرف آؤں۔ اس سے مراد از روئے رحمت متوجہ ہونا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ چاہتی ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ چلنے دوڑنے آنے جانے سے مبرّا اور پاک ہیں۔ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے جو اس کے دَر پر آئے گا خالی ہاتھ نہیں جائے گا۔ اور جو اس کے دَر پر نہیں آئے گا تو خدا بھی دینے تمہارے گھر نہیں جائے گا۔ وہ بڑی ہی غیرت والے ہیں۔ پانی ہمیشہ ڈھلوان کی طرف بہتا ہے۔ تواضع اختیار کرنے سے رحمتِ الٰہیہ شامل حال ہو جاتی ہے۔ تکبّر اور اکڑ سے انسان مارا جاتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"تکبّر عزازیل را خوار کرد"

شیطان کو تکبّر ہی نے تو مردود کرایا۔

اپنے آپ کو بے بس جانتے ہوئے ندامت کے ساتھ رونا کہ ہائے اللہ! مجھ سے بہت جو غیبت ہوتی ہیں ان کو تو معاف فرما دے اور آئندہ کو بالکلیہ محفوظ فرما۔

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ "میرا بندہ میرے سامنے جب ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتا ہے (سوال کرتا ہے بھیک مانگتا ہے) تو خالی ہاتھ بھیجتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے"۔ وہ بڑا داتا ہے اس کے سوا کوئی داتا نہیں۔ حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے۔ کہ جب بندہ سچے دل سے استغفار یعنی توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ بہت خوش ہوتے ہیں کہ مجھے میرے بندہ نے اپنا رب جانا اور یہ کہ مجھے گناہ معاف کر دینے والا جانا۔ بھی غیبت ہو جائے تو فوراً کلمہ شریف پڑھ لے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ جب تم میں سے کسی سے کوئی گناہ یا غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً کوئی نیک کام کر لو۔ عرض کیا یا رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کلمہ طیبہ پڑھ لیا کریں۔ ارشاد ہوا یہ تو سب ہی سے بڑی نیکی ہے۔ اور ساتھ ہی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے کے بعد درود شریف پڑھ لیا۔ اب دیکھیے اس طرح بار بار کرنے سے نفس کو آنکھ ہو جائے گی۔ روز روز کی، ہر گھڑی کی اس سزا سے ڈر کر یہ خود غیبت کرنے کی عادت کو چھوڑ دے گا۔

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہم سب کو اپنی رضائے عالیہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین! بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ : مولانا احمد حسین مدنی

یہ وہ مکتوبات ہیں۔ جو آپ نے حالتِ سفر و حضر میں بلا کسی کتاب کی مدد کے اپنی قوتِ حافظہ سے تحریر فرمائے اور مختلف قسم کے بے شمار مسائل کو حل فرمایا ہے۔

سلاسلِ طیبہ

آپ نے اس کتاب میں خاندانِ اربعہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ نقشبندیہ قادریہ وغیرہ کو بصورتِ نظم (اردو فارسی و نثر، عربی) جمع کیا ہے اور دیگر پند و نصائح اور ابتدائی سلوک کی باتیں تحریر فرمائی ہیں۔

آخر کلام

جب اس دن کا تصور کرتا ہوں کہ جس دن چراغ محمدی اپنی پون صدی کی ضیاء پاشیوں کے بعد عالم اسلام ہی کو نہیں بلکہ عالمِ انسانیت کو بھی تاریک اور بے نور گیا تھا تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔

اس مرشدِ کامل اور رہنمائے اعظم کے لئے اگر تمام عقیدتمندوں کے جسم کا رُواں رُواں زبان ہو جائے اور منقبت و مدح سرائی کرنے لگے تو شاید عقیدت مندوں کی پیاس اس وقت بھی نہ بجھ سکے گی۔ حالانکہ وہ ذاتِ قدسی صفات کو جس کو شیخ الاسلام والمسلمین قطب عالم کے خطابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہماری تعریف و مدح سے بے نیاز ہے۔ اس لئے کہ ہم اس کوہِ عمل کے مقابلے میں ذرہ اور رائی سے کم ہیں ؎

طلبگار حق کو شبِ تار میں
چراغِ محمدؐ ملا جا بجا

تاریخ پیدائش	تاریخ وصال
۱۲۹۶ھ	۱۳۷۷ھ

خط و کتابت

کرتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا مت بھولیے۔

ایجنٹ حضرات بل ارسال کرتے وقت کوپن پر کھاتہ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

ہر فردِ بشر کو لازم ہے

خوفِ خدا

حافظ عبدالصمد
متعلّم جامعہ مدنیہ مکّی مسجد ۔ لاہور

کہ کسی وقت غافل نہ رہے بلکہ ہمیشہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ:- اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور فکر کرکے دیکھو کل قیامت کے لئے تمہارے نفس نے کیا پیشی بھیجی۔ تاکہ وہاں کام آجائے۔ بیشک اللہ خوب واقف ہے اس سے جو تم کرتے ہو۔ حضرات! یہ آیت کریمہ اس قرآن مجید اور فرقان حمید کی ہے جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود خداوند قدوس ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ اور اس کی سکونت کے لئے ہزاروں کے قلب کو مسکن قرار دیا۔ دنیا بھر میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں ملے گی اور یہی نہایت روشن اور واضح دلیل ہے قرآن شریف کے کلام اللہ ہونے کی۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ (بَلْ) اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ

یعنی ابن مسعودؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے پڑھا ایک حرف کتاب اللہ سے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں اور نہیں کہتا ہوں کہ الٓمّٓ مجموعہ ایک حرف بلکہ الف ایک الگ حرف ہے اور لام ایک الگ حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یعنی جو شخص فقط الٓمّٓ کو تلاوت کرے گا۔ تو تیس نیکیاں اس کو ملیں گی اور یہ وہ قرآن مجید ہے جس کی شان میں دوسری حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دے رہی ہے کہ اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی خَمْسِ نَفَرٍ تَالِیْ... الْقُرْاٰنِ وَحَافِظِ اللِّسَانِ وَمُطْعِمِ الْجِیْعَانِ وَمُلْبِسِ الْعُرْیَانِ وَمَنْ صَلّٰی عَلٰی حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ

یعنی بہشت وہ جس کی شان میں لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ط وارد ہے مشتاق ہے پانچ قسم کے لوگ کے دیدار کی ازاں جملہ ایک تو قرآن شریف تلاوت کرنے والا دوسرا وہ جو اپنی زبان کو بری باتوں سے روکے تیسرا بھوکوں کو کھانا کھلانے والا، چوتھا ننگوں کو کپڑا پہنانے والا۔ پانچواں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والا۔ برادران اسلام! جس قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب یہ ہے اسی قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً ط س۔ نساء۔ آیت ۱

یعنی اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار کے غصہ اور عذاب سے جس نے تم کو محض اپنی قدرت کاملہ سے باوجود رنگوں اور شکلوں اور زبانوں کے اختلاف کے ایک جان یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ اور پیدا کیا اس ایک جان سے اس کا جوڑا یعنی حوّا علیہا السلام اور پھیلائے ان دونوں سے بہت مرد اور بہت سی عورتیں۔ لفظ اِتَّقُوْا امر کا صیغہ ہے۔ جو موافق قواعد اصول کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ دیکھنے کو ایک لفظ ہے۔ مگر ایسا جامع لفظ ہے۔ جو بہت سے معانی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ خداوند کریم نے ایک لفظ کے اندر بہت سا مضمون ادا کر دیا ہے دیکھیئے جس کسی کے دل میں خوف خدا ہمیشہ ہوگا۔ اس سے کبھی کسی قسم کا گناہ صادر ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب کبھی وہ گناہ کا ارادہ کرے گا۔ تو وہ خوف خدا اس کے دل پر غالب ہوگا۔ اس کو گناہ کرنے پر قادر نہیں ہونے دے گا۔ بلکہ وہ خوف ہی گناہ سے مانع ہوجائے گا۔ مثلاً جب آپ کے پاس آپ کا کوئی بزرگ جس سے آپ ڈرتے ہیں موجود ہو تو اس کی موجودگی میں آپ کوئی گناہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب آپ گناہ کرنے کا ارادہ کریں گے تو اس بزرگ کا خوف آپ کے دل میں آجائے گا اور خوف آتے ہی آپ خود ہی شرما کر اس گناہ کو ترک کر دیں گے۔ محترم بزرگو! وہ قادر مطلق تو ہر جا موجود ہے۔ اور آپ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ط بہر حال خداوند کریم ہر جگہ موجود ہے جو شخص خدا کو حاضر ناظر خیال کرے گا۔ تو اس کا خوف ضرور اس کے دل پر غالب رہے گا۔ اور اسی خوف کی وجہ سے گناہ سے بچتا رہے گا۔ لہٰذا اللہ پاک کو ہمیشہ حاضر و ناظر جانو اور ہر وقت اس سے ڈرتے رہو اور اسی لئے قرآن شریف میں جابجا اس کی تاکید آئی ہے۔ اور احادیث نبوی میں بھی خدا سے ڈرنے والے کی بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ دیکھیے قرآن شریف میں کہیں تو ارشاد ہے۔ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ یعنی خداوند کریم اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اور کہیں حکم ہوتا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یعنی اے لوگو ڈرو اپنے رب کے عذاب سے تحقیق کہ زلزلہ قیامت کا ایک شئے عظیم یعنی بہت دہشت کی چیز ہے اور کہیں فرمان ہوتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ ط یعنی جس کو یہ خوف پیدا ہو کہ ایک دن اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینا پڑے گا۔ اس کے لئے دو جنت ہیں۔ قیامت کے روز جب اللہ پاک انصاف کے لئے جلوہ افروز ہوگا۔ اس روز اللہ کے سامنے انسان کے کل اعضا یعنی ہاتھ اور پاؤں وغیرہ سب کے سب گواہی دیں گے۔ وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝

اور اس دن زمین بھی اپنی باتیں یعنی بنی آدم کے کاموں کو ظاہر کرے گی۔ یعنی فلاں نے مجھ پر نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور نیک کام کیا۔ اور فلاں نے مجھ پر زنا کیا اور چوری کی وغیرہ وغیرہ جیسے سورۃ زلزال میں ہے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا یہاں پر بعض لوگوں کے دل میں شبہ ہوتا ہے کہ ہاتھ اور پیر اور زمین یہ تو جماد اور غیر ذی عقل ہیں۔ یہ کیسے گواہی دیں گے اور باتیں کریں گے اس کا جواب معقول جواب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ نے دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مخلوقات میں سے ہر چیز ایک روح رکھتی ہے۔ لیکن حیوانات کی روحیں اپنے بدن کی تدابیر اور تصرف کا علاقہ بھی رکھتی ہیں اور ہمیشہ تغذیہ اور تنمیہ یعنی کھانے اور بڑھنے میں اور جنبش اور حرکت میں مشغول ہیں۔ اور دوسری مخلوقات کی ارواح تدبیر اور تصرف کا علاقہ نہیں رکھتی ہیں اور جنبش کرنا اور حرکت کرنا اپنے اختیار سے دائمی نہیں ہے اس سبب سے ان کی ارواح کا علاقہ عوام کی نظر سے پوشیدہ رہتا ہے اس پر بھی خرق عادت کے طور پر یہ باتیں کبھی کبھی ان سے ظاہر ہوتی ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں تواتر کے ساتھ ہر بات ثابت ہے۔ جیسے باتیں کرنا پتھروں کا۔ اور درختوں کا اور پکار پکار کے رونا حنانہ ستون کا اور پکارنا ایک پہاڑ کا دوسرے پہاڑ کو ھَلْ مَرَّبِکَ وَاحِدٌ یَذْکُرُ اللّٰہَ یعنی کیا گزرا ہے تجھ پر کوئی شخص کہ اللہ کا ذکر کرتا ہو اور قرآن مجید میں سب مخلوقات کی ارواح کا ہونا سورۃ یٰس میں مذکور ہے۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اور سورہ بنی اسرائیل میں وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اور زمین پر نماز کی جگہ رونا مسلمان کے مر جانے پر حدیث سے ثابت ہے۔ بہر حال وہ دن بڑا نازک اور مصیبت کا ہے۔ فرماتا ہے جو شخص اس دن کا لحاظ کر کے خدا سے ڈرتا رہا ہے اس کے لئے دو جنت ہیں۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝ یعنی جس نے خدا سے ڈر کر خواہشات نفسانی سے اپنے آپ کو روکا پس تحقیق اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُرِمَتِ النَّارُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَعْیُنٍ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ سَھَرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تین آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے ایک تو وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے ہمیشہ

گریہ وزاری کرتی رہے۔ دوسری وہ آنکھ جو آرام کی نیند کو ترک کر کے ہمیشہ عبادت خداوندی میں جاگتی رہے تیسری وہ آنکھ جو حرام چیزوں کی طرف نظر کرنے سے بچتی رہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَلِجُ النَّارَ اَحَدٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ یعنی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا وہ شخص جو خدا کے عذاب سے ڈر کر رویا یہاں تک کہ لوٹ آئے دودھ تھن میں یہ تعلیق بالمحال ہے۔ جیسے کہ تھن کے اندر دودھ کا لوٹ جانا محال ہے ویسے ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارُ یعنی جو شخص اللہ پاک کے خوف سے روئے گا۔ اللہ پاک دوزخ کی آگ اس پر حرام کر دے گا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَمْعَۃُ الْعَاصِیْ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گنہگار کے آنسو اللہ پاک کے غضب کو بجھا دیتے ہیں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَذَکَّرَ خَطَایَاہُ وَبَکَتْ عَیْنَاہُ رَضِیَ مِنْہُ الْاِلٰہُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا اور دونوں آنکھیں اس کی روئیں تو خداوند کریم اس سے راضی ہو گیا۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَفَتْ عَیْنَاہُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَہٗ بِکُلِّ قَطْرَۃٍ مِنْ دُمُوْعِہٖ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ فِیْ مِیْزَانِہٖ وَلَہٗ بِکُلِّ قَطْرَۃٍ عَیْنٌ فِی الْجَنَّۃِ عَلٰی حَافَتَیْھَا الْمَدَائِنُ وَالْقُصُوْرُ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ یعنی جس کی دونوں آنکھیں اللہ کے خوف سے قطرے بہانے والی ہوئیں پس ہر قطرہ میزان میں احد کے پہاڑ کے مانند ہوگا اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں ایک چشمہ ملے گا جس کے دونوں کناروں پر ایسے خوبصورت اور وسیع شہر اور مکان ہوں گے جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گزرا ہوگا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے وصیت کی اپنے گھر والوں کو اور اس نے کبھی نیکی نہیں کی تھی اور ایک روایت ہے کہ گناہ بہت کئے تھے۔ کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا کر آدھی راکھ میدان میں کھڑے ہو کر اڑا دی جائے اور آدھی دریا میں بہا دی جائے۔ خدا کی قسم اگر خدا مجھ سے حساب لینے لگا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ ویسا عذاب دنیا میں سے کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو بیٹوں نے اس کی وصیت کے موافق عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنگل اور دریا کو حکم دیا کہ اس شخص کی راکھ کو جمع کر لیں۔ جب جنگل نے اپنے اندر کے اجزاء اور دریا نے اپنے اندر کے اجزا جمع کر دیئے تو وہ شخص درست ہو کر پیدا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے یہ کام کس لئے کیا۔ عرض کیا خدایا تیرے خوف سے اور تو دانا ہے پھر بخش دیا اللہ پاک نے۔ برادران عزیز! اس شخص نے کوئی کار خیر نہیں کیا تھا۔ مگر اللہ پاک سے خوف کرنے کی وجہ سے اس کے سارے گناہ معاف فرمائے گئے اور اس کو جنت نصیب ہوئی۔ چونکہ خوف آلہی میں یہ فوائد ہیں اس لئے ارشاد ہے۔ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الآیہ۔ ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ خوف خدا سے کسی وقت غافل نہ رہے۔ بلکہ ہمیشہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھیں۔ اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کے دلوں میں خوف اور ڈر کا مادہ پیدا کرے آمین۔ بحرمۃ سید المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

جہاد جاری رہیگا — جہاد جاری ہے

آزاد شیرازی

ابھی فضا پہ اُداسی کا رنگ طاری ہے / ابھی زمیں پہ شہیدوں کا خون جاری ہے
ابھی تو تشنہ مذاقِ وفا شعاری ہے / جہاد ختم نہیں ہے — جہاد جاری ہے

جہاد جاری رہے گا — جہاد جاری ہے

ابھی نہ عشق و محبت کے چھیڑ افسانے / ابھی نہ دیکھ مسرّت کے خواب دیوانے
جنہیں تو اپنا سمجھتا ہے وہ ہیں بیگانے / تجھے "فرنگ" سے امیدِ غمگساری ہے؟

جہاد جاری رہے گا — جہاد جاری ہے

ابھی تو شعلہ فشاں ہے جہانِ ہست و بود / ابھی ہیں گھات میں تیری یہود اور ہنود
خزاں کا رنگ گلستاں میں ہے ابھی موجود / نسیم — منتظرِ ابرِ نوبہاری ہے

جہاد جاری رہے گا — جہاد جاری ہے

ابھی ہے جنّتِ کشمیر آگ کی زد میں / ابھی کچھ ارضِ وطن ہے ہنود کی حد میں
رقم نہ کیجئے فتوے جہاد کی رد میں / قتال ختم ہوا ہے — جہاد جاری ہے

جہاد جاری رہے گا — جہاد جاری ہے

وہ دیکھ اُبھرتی ہے تیغ آسماں کے سینے سے / لہو ٹپکتا ہے انساں کے آبگینے سے
صدا یہ آتی ہے پیہم ہمیں مدینے سے / ہمارے ہاتھ میں شمشیرِ ذوالفقاری ہے

جہاد جاری رہے گا — جہاد جاری ہے

محمد شفیع عمرالدین (حیدرآباد)

انسان کو اپنی پیدائش کے مقصد سے غفلت نہ برتنی چاہیئے

(قسط ۲)

۵

بندہ آمد انہ برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

سب حضرات انبیاء علیہم السلام توحید کی تعلیم دیتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کرنے کا حکم فرماتے رہے ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝ (الانبیآء - آیت - ۲۵)

ترجمہ۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ سو میری عبادت کرو۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولینا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ

ترجمہ۔ یعنی تمام انبیاء و مرسلین کا اجماع عقیدۂ توحید پر رہا ہے۔ کسی پیغمبر نے کبھی ایک حرف اس کے خلاف نہیں کہا۔ ہمیشہ یہی تلقین کرتے آئے کہ ایک خدا کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ تو جس طرح عقلی اور فطری دلائل سے توحید کا ثبوت ملتا ہے اور شرک کا رد ہوتا ہے ایسی ہی نقلی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کا اجماع دعوئ توحید کی حقیقت پر قطعی دلیل ہے

(۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل آیت ۳۶)

ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے بچو۔

مضبوط راہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور غیر اللہ کی پوجا کرنا شرک سے بچے رہنا مسلمانوں کا شیوہ ہے:۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۝ (البینۃ - آیت - ۵)

ترجمہ:۔ اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں، ایک رخ ہو کر خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے، اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں۔ اور یہی محکم دین ہے۔

(ف) یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسندیدہ ہیں (موضح القرآن)

مضبوط راہ سے پہلوتہی یہود توحید کی مضبوط راہ سے ہٹ گئے۔ اور شرک میں مبتلا ہو گئے۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبۃ - آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور عیسائی بھی شرک کے مرتکب بن گئے

قَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبۃ - آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

ان کی مشرکانہ روش کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ۝ (التوبۃ - آیت - ۳۰)

ترجمہ:۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ انہیں کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں۔

احبار اور رہبان کی پیروی یہود اور نصاریٰ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر احبار (علمائے یہود) اور رہبان (عیسائی درویشوں) کی پیروی کرنے لگ گئے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ (التوبہ - آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سواء خدا بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحبؒ

خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کا اتباع چھوڑ کر علماء سوء اور بناوٹی صوفیوں کے پیچھے لگ گئے ہیں اور ان سے وہی تعلقات قائم کر لئے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے، خواہ حلال کو حرام، یا حرام کو حلال کہہ دیتے اسی کو سند سمجھتے، کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا۔ محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے۔ اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا۔ اور حکم شریعت کو بدل ڈالا۔ جیسا کہ دو تین آیتوں کے بعد مذکور ہے پس جو منصب خدا کا تھا (یعنی حلال و حرام کی تشریع) وہ علماء و مشائخ کو دے دیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے فرمایا کہ انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اسی طرح کی تشریح فرمائی ہے۔ اور حضرت حذیفہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

"عالم کا قول عوام کو سند ہے، جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے، جب معلوم ہو کہ خود اپنی طرف سے کہا یا طمع وغیرہ سے کہا، پھر سند نہیں"

شرک سے دور رہو (۱) قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ ۝ (الرعد آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ کہہ دو مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی بندگی کروں۔ اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں۔ اسی کی طرف بلاتا ہوں۔ اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے۔

(۲) قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (الانعام آیت ۵۶)

ترجمہ:۔ کہہ دو مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کہہ دو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا۔ کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا۔ اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحؒ

گزشتہ آیت میں وہ چیزیں بیان ہوئیں جو مومنین سے کہنے کے لائق ہیں۔ اس رکوع میں ان امور کا تذکرہ ہے جو مجرمین اور مکذبین کے حق میں قابل خطاب ہیں یعنی آپؐ فرما دیجئے کہ میرا ضمیر میری فطرت، میری عقل، میرا نور شہود اور وحی الٰہی جو مجھ پر اترتی ہے یہ سب مجھ کو اس سے روکتے ہیں۔ کہ میں توحید کامل کے جادہ سے ذرا بھی قدم ہٹاؤں خواہ تم کتنے ہی حیلے اور تدبیریں کرو، میں کبھی تمہاری خوشی اور خواہش کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بفرض محال اگر پیغمبر کسی معاملہ میں وحی الٰہی چھوڑ کر عوام کی خواہشات کا اتباع کرنے لگیں تو خدا نے جنہیں ہادی بنا کر بھیجا تھا۔ معاذ اللہ وہ خود بہک گئے پھر ہدایت کا بیج دنیا میں کہاں رہ سکتا ہے؟

وعدۂ الٰہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ایمانداروں کے ساتھ جو شرک سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَیُمَكِّنَنَّ

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور آیت ۵۵)

ترجمہ:- اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے۔ اور نیک عمل کئے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی۔ اور ان کے لئے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا۔ اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کرے۔ وہی فاسق ہوں گے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رحمۃ اللہ

یہ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو یعنی جو ان میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسولؐ کے کامل متبع ہیں رسولؐ کے بعد ان کو زمین کی حکومت دے گا۔ جو دین اسلام خدا کو پسند ہے ان کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کرے گا۔ گویا جیسا کہ لفظ میں استخلاف میں اشارہ ہے۔ وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے۔ اور دین حق کی بنیادیں جمائیں گے۔ اور خشکی و تری میں اس کا سکہ بٹھلا دیں گے۔ اس وقت مسلمان کو کفار کا خوف مرعوب نہ کرے گا۔ وہ کامل امن اور اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔ اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ ان مقبول و معزز بندوں کی شان یہ ہوگی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ برابر شرک کی آمیزش نہ ہوگی۔ شرک جلی کا تو وہاں ذکر کیا ہے۔ شرک خفی کی ہوا بھی ان کو نہ پہنچے گی۔ صرف ایک خدا کے غلام ہوں گے۔ اسی سے ڈریں گے۔ اسی سے امید رکھیں گے۔ اسی پر بھروسہ کریں گے۔ اسی کی رضا میں ان کا جینا اور مرنا ہوگا۔ کسی دوسری ہستی کا خوف و ہراس ان کے پاس نہ پھٹکے گا۔ نہ کسی دوسرے کی خوشی ناخوشی کی پروا کریں گے۔ الحمدللہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد کچھ بادشاہان اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے۔ اور جب اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جن کے متعلق عجیب و غریب بشارات سنائی گئی ہیں۔ وہ خدا کی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اور خارق عادت جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے اسلام کا کلمہ بلند کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَارْزُقْنَا شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ اِنَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ وَذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(تنبیہ) اس آیت استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت و منقبت نکلتی ہے۔ ابن کثیر نے اس کے تحت میں عہد نبوت سے کر عہد عثمانی تک کی فتوحات کا درجہ بدرجہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں: وَجُبِيَ الْخَرَاجُ مِنَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِلٰى حَضْرَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَذٰلِكَ بِبَرَكَةِ تِلَاوَتِهٖ وَدِرَاسَتِهٖ جَمْعِهِ الْاُمَّةَ عَلٰى حِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلِهٰذَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِيْ مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا فَهَا نَحْنُ نَتَقَلَّبُ فِيْمَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَنَسْئَلُ اللّٰهَ الْاِيْمَانَ بِهٖ وَبِرَسُوْلِهٖ وَالْقِيَامَ بِشُكْرِهٖ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ يُرْضِيْهِ عَنَّا۔

(۲) (ومن کفر ھم الفسقون) یعنی انعامات عظیمہ کے بعد ناشکری بہت ہی بڑے نافرمان اور سرکش مجرم کا کام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت اور ان کے فضل و شرف سے منکر ہوا۔ ان الفاظ سے اس کا حال سمجھ گیا۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف الرحیم۔

توحید پر محکم رہو اور اللہ کی عبادت کرو

(۱) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل۔ آیت ۲۲-۲۳)

ترجمہ۔ اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود نہ بنا ورنہ تو ذلیل بے کس ہو کر بیٹھے گا۔ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۲) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ (مریم آیت ۶۵)

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اور جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ سو اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر قائم رہ۔ تیرے علم میں اس جیسا کوئی اور ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (یونس۔ آیت ۳)

ترجمہ۔ بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے اس کی اجازت کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے۔ یہی تمہارا پروردگار ہے۔ سو اسی کی عبادت کرو۔ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔

(۳) اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء آیت ۹۲)

ترجمہ۔ یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں۔ ایک ہی گروہ ہے۔ اور میں تمہارا رب ہوں۔ پھر میری عبادت کرو۔

(ف) یعنی خدا بھی ایک ہے۔ اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں۔ جو ایک کی تعلیم ہے وہی دوسروں کی ہے رہا فروع کا اختلاف، وہ زمان و مکان کے اختلاف کی وجہ سے عین مصلحت و حکمت ہے۔ اختلاف مذموم وہ ہے۔ جو اصول میں ہو۔ پس لازم ہے کہ سب مل کر خدا کی بندگی کریں۔ اور جن اصول میں تمام انبیاء متفق رہے ہیں۔ ان کو متحد طاقت سے پکڑیں۔

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کا برا حشر

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ

(یٰس۔ آیت ۵۹-۶۵)

ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کی اولاد کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی۔ کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ پس کیا تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔

(اللھم لا تجعلنا منھم)

بقیہ : اداریہ

پیٹھ ٹھونکنے پر آمادہ کر رہی ہے۔ تاہم دونوں کے نظریات میں واضح فرق ہے۔ امریکہ چین کو سرے سے ہی نیست و نابود کر دینا چاہتا ہے تاکہ کمیونسٹ بین الاقوامی میدان میں اس کے حریف نہ بن سکیں۔ اور روس چین کو سرے سے نیست و نابود کرنے کا خواہاں تو نہیں مگر اس حد تک کمزور دیکھنے کا آرزومند ضرور ہے کہ وہ اس کی قیادت کا مدِمقابل نہ بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے چند سال قبل نہ صرف چین کی امداد بند کر دی تھی بلکہ تمام روسی ماہرین کو بھی واپس بُلوا لیا تھا تاکہ چین اقتصادی اور صنعتی طور پر عضو معطل ہو کر رہ جائے — مگر ۷۰ کروڑ چینی عوام نے دن رات کی محنتِ شاقہ سے روسی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ کسی سہارے کے بغیر بھی زندہ رہنے کا گُر جانتے ہیں۔ چین کی یہی خود اعتمادی، شانِ بے نیازی اور حیرت انگیز طور پر بڑھتی ہوئی طاقت اور مقبولیت روس کے لئے خلجان بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ یہ بھی ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ چین کا وجود ہی صفحۂ ہستی سے مِٹ جائے کیونکہ اُسے اس حقیقت کا پورا علم ہے کہ چین کو خارج کر کے پوری دنیائے اشتراکیت بھی مغربی طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور چین کے خاتمہ کے بعد خود اُن کا خاتمہ ہو جانا لابُدی ہے۔ چنانچہ روس کی کوشش صرف یہ ہے کہ چین کی بڑھتی ہوئی ترقی اور مقبولیت کسی طرح رُک جائے اور ہر معاملہ میں وہ روس کا دستِ نگر رہے — اب ان حالات میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ روس اور مغربی طاقتوں کا یہ کھیل کیا رنگ لائے گا اور دنیا کو اس کے نتیجے میں کن مشکلات و مصائب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ بہرحال مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے کھلی ہوئی راہ یہی ہے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ رکھیں، اُسی کے آستانۂ عالی پر جھکیں اور اُسی سے امداد و نصرت طلب کریں۔ یقیناً وہی ایک ذات ہے جو ساری کائنات کو حاوی ہے اور اسی کی مشیت سے نظامِ عالم و عالمیان بنتا اور بگڑتا ہے۔ پس اگر اُس قادرِ مطلق اور مسبب الاسباب ذات کی نظرِ کرم ہو گئی تو اسباب وہ آپ اپنی قدرتِ کاملہ سے فراہم کر دے گا اور ہمارے بگڑے ہوئے کام خود بخود بننے لگیں گے۔ لیکن اس اعتماد علی اللہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ اور سعی و عمل کی تمام راہیں اپنے اوپر بند کر لیں۔ ہم پر لازم ہے کہ سعی و عمل کی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دیں اور ملک کو اقتصادی، فوجی اور اخلاقی میدان میں ہر اعتبار سے ترقی کے بامِ عروج تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں ——

بین الاقوامی میدان میں ضروری ہے کہ ہم آزمائے ہوئے اور قابلِ اعتماد دوستوں سے اپنے روابط کو اور گہرا کریں، بے وفا دوستوں پر بھروسہ نہ رکھیں، ان کی چالوں سے ہوشیار و خبردار رہیں۔ اپنے نکتۂ نظر کی وضاحت کے لئے پروپیگنڈے کے تمام ذرائع بروئے کار لائیں اور اپنے آپ کو ہر گھڑی جہاد کے لئے تیار رکھیں۔ اگر ہم نے اس موقع پر ڈھیل کی اور اپنے موقف میں بال برابر لچک پیدا کی تو نتائج سخت خطرناک ہو سکتے ہیں — اس وقت ضرورت ہے کہ ہم اپنے موقف پر سختی سے جمے رہیں، اپنی مدد آپ کے اصول پر چلیں اور اللہ رب العزت کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے جہاد کے لئے ہر آن تیار رہیں — ہمارے نزدیک یہی وہ راہِ عمل ہے جو امریکہ و روس کو حقیقت پسندانہ انداز میں غور و فکر کی دعوت دے سکتی ہے۔ اور اسی پر چل کر مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل نکل سکتا ہے۔

بقیہ : رمضان المبارک

کم ہے؟
عاشق کے لئے تو محبوب کا حصول ہی سب سے قیمتی متاع ہے جسے دونوں جہان دے کر حاصل کرنا بھی سستا ہے ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اللہ کی خوشنودی کی ضرورت

آج جب کہ ہماری سرحدوں پر کفار کا لشکر دستک دے رہا ہے اور ملک و ملت کو ختم کر دینے کے درپے ہے اور کشمیر میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے — اور آنے والے مہینہ کا پرتپاک استقبال کیا جائے۔ منکرات و فواحشات کو ترک کر کے اسلامی زندگی کو اپنایا جائے۔ ہوٹلوں اور رقص و سرود کی محفلوں کو ختم کیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ملک و ملت کی کامیابی و کامرانی کے لئے دعائیں کی جائیں۔ کیونکہ اس کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

رحمتِ الٰہی متوجہ نہ ہو تو نہ مغفرت ہو سکتی ہے اور نہ کوئی شخص دوزخ سے آزاد ہو کر جنت کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔ بخشش رحمتِ الٰہی پر مرتب ہوتی ہے اور مغفرت ہو جانے پر انسان جنت کا مستحق بن جاتا اور دوزخ سے آزادی کا پروانہ حاصل کر لیتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ رمضان المبارک رحمتِ الٰہی کے جوش کا مہینہ ہے۔ دستِ قدرت اس ماہِ مبارک میں مغفرت و رحمت کے خم پہ خم لنڈھاتا اور فیضانِ کرم و احسان کی بارش کر دیتا ہے۔ پس کوئی بدبخت ہی ہو گا جو اس ماہِ مبارک کو پائے اور بخشش و رحمت سے دامنِ مراد نہ بھر لے — اور تشنہ کام رہے — اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص پہ خدا کی لعنت ہو جو رمضان کا مہینہ پائے اور گناہوں سے پاک و صاف ہو کر مغفرت کا مستحق نہ ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک مہینے کی برکات سے پوری طرح فائدہ اٹھانے اور رحمتِ خداوندی سے اپنی جھولیاں بھرنے کی توفیق عطا فرمائے فی الواقع رمضان المبارک کے روزے ہماری زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ بنیں اور ہم اپنی آئندہ زندگیاں خدا و رسولؐ کے احکام کے مطابق تقویٰ شعاروں اور پرہیزگاروں کی طرح گذار سکیں۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ : مجلس ذکر

اللہ رب العزت کے احکام بجا لاؤ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا دستور العمل بنا لو۔ اور حق تعالیٰ سبحانہٗ سے ہر گھڑی بخشش طلب کرتے رہو۔ تاکہ تم بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔ جن کو خدا کی رحمت اور مہربانی میسّر آنے والی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو رمضان المبارک کو سلامتی سے اور کما حقہٗ گذارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی دائمی رحمتوں کا سزاوار ٹھہرائے۔ آمین!
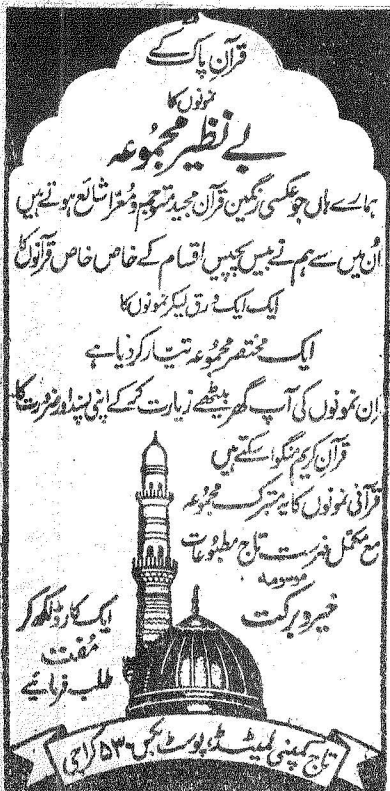
بقیہ: احادیث الرسول ؐ

لئے چلو اور فرماتے :-

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اللہ کی قوت کے ساتھ اور رسول اللہ کے دین پر۔

(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۰-۲۵۱) جب حضرت طالوت کے ایک ساتھی جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے ہوئے یہ دعا کی :-

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ؕ

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دیجئے اور ہمارے قدم جما دیجئے۔ اور کافروں کے مقابل ہماری مدد فرمائیے۔

تو ان لوگوں نے خدا کے حکم سے ان کو شکست دے دی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا۔ اور بخاری میں ہے کہ غزوۂ بدر میں جب حضورؐ قبہ سے باہر تشریف لائے تو یہ دعا پڑھی :-

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ؕ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ؕ

ترجمہ: جلد شکست دے دی جائے گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر جائیں گے یہ لوگ۔ بلکہ قیامت ان کے وعدہ کا مقام ہے۔ اور قیامت ان پر سخت مصیبت اور بہت تلخ شے ہے۔

اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ جب غزوہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے :-

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ۔

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی میری قوت ہیں، آپ ہی میرے مددگار ہیں۔ آپ ہی کی مدد سے میں حرکت کر سکتا ہوں۔ آپ ہی کی مدد سے حملہ کر سکتا ہوں۔ آپ ہی کی مدد سے جنگ کرتا ہوں۔

ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ بعض غزوات میں یہ دعا کی :-

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ: اے اللہ! قرآن مجید نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! جماعتوں کو شکست دینے والے! ان لوگوں کو شکست دے دیجئے اور ان پر ہماری مدد فرمائیے۔

ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ فرمایا۔ اگر رات کو دشمن آپڑے تو یوں کہا کرو :-

حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ۔

ترجمہ: یہ لوگ مدد نہیں کئے جائیں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

اطلاعات و اعلانات

اپیل

مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن والحدیث شاہی جامع مسجد کہروڑ پکا زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد سعید صاحب مدظلہ العالی امیر جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا عرصہ کئی سال سے خدمت علم و تجوید قرآن مجید انجام دے رہا ہے۔ اس وقت مدرسہ میں طلباء و طالبات کی تعداد ایک سو پچاس کے قریب ہے۔

۸ر دسمبر کو سردار غلام فرید صاحب ڈپٹی کمشنر ملتان، کہروڑ پکا دورے پر تشریف لائے تو انہوں نے اس گمنام ادارے کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ وہ شاہی مسجد میں ملک نذیر احمد ایس، ڈی، ایم لودھراں اور دیگر افسران بلدیہ کی معیت میں تشریف لے آئے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کا قرآن سنا۔ بہت محظوظ ہوئے۔ اساتذہ کی کوششوں اور محنتوں کو بہت سراہا۔ مدرسہ پر چار ہزار روپے کا قرضہ ملاحظہ کرکے افسران بلدیہ کی توجہ مدرسہ کے لئے سالانہ گرانٹ منظور کرنے کی طرف مبذول کرائی اور علاقہ کے مسلمانوں کو مدرسہ کی اعانت کی تلقین کی۔ مزید براں خود اپنی جیب خاص سے پچاس روپے بطور امداد مدرسہ مرحمت فرمائے — (فجزاھم اللہ) اور مندرجہ ذیل سطور معائنہ کی کتاب میں تحریر فرمائیں :-

"میں شاہی مسجد میں بانی مدرسہ و متولی مسجد صاحب سے ملاقی ہوا۔ ۱۲۵ طلباء و طالبات کو تعلیم قرآن میں نہایت مصروف پایا۔ مدرسہ کی مالی حالت اچھی نہیں ہے۔ علاقہ کے مسلمانوں کو ہر ممکن اس کی امداد کرنی چاہئے۔ (دستخط) غلام فرید ڈپٹی کمشنر ملتان

۸-۱۲-۶۵

اپیل

"مدرسہ خیر المدارس ملتان" پاکستان میں مرکزی اور اہم دینی درسگاہ ہے جس میں قرآن مجید و حدیث شریف اور فقہ حنفی کی اشاعت و ترویج، تعلیم و تبلیغ، افتاء و تربیت اخلاق دی جاتی ہے۔ لہٰذا اصحاب خیر سے ضروری التماس ہے کہ مدرسہ ہذا کے لئے کھلے دل سے زکوٰۃ عشر، صدقات واجبہ اور دیگر عطیات کی رقوم عنایت فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ خیر المدارس، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر

بچوں کا صفحہ

حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام

محمد شعیب ملک - واہانوالی (گوجرانوالہ)

داعیٔ اسلام جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے - خداوندا! عمر بن خطاب اور عمر بن ہشام (ابوجہل) دونوں میں سے ایک کو اسلام کی دولت سے مشرف فرما - آخر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بارآور ہوئی - اور حضرت عمر بن خطاب کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی — حضرت عمرؓ اور ابوجہل پیغمبرِ اسلام کی عداوت اور عناد میں پیش پیش تھے - حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے شرف یاب ہونے کے بعد فاروق کے خطاب سے نوازا - جس کا مفہوم "کفر اور اسلام میں امتیاز کرنیوالا" ہے -

قریش کے سربرآوردہ اور چیدہ چیدہ اصحاب دارالندوہ میں جمع تھے — اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے - ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سرِ مبارک کاٹ کر لائے گا اس کو سو سرخ اونٹ دوں گا (العیاذ باللہ) اس اعلان کے بعد عمرؓ تلوار ننگی کر کے قتل کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے - راستے میں ایک مسلمان سے ملاقات ہو گئی - اس نے عمرؓ کے ارادہ کا حال سن کر کہا کہ "پہلے گھر کی خبر لو تمہاری بہن (حضرت فاطمہ) اور بہنوئی (حضرت سعید) اسلام قبول کر چکے ہیں - یہ سن کر حضرت عمرؓ غصے سے آگ بگولا ہو گئے - ہمشیرہ کے گھر گئے، مار پیٹ کی - بالآخر بہن نے قرآن کی ایک سورت لے کر پڑھی - وہ سورت طٰہٰ تھی - جب اس آیت پر پہنچے - اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ط وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ٥ تو دل موم ہو گیا - اور حضرت عمرؓ کا میلانِ طبع اسلام قبول کرنے کو ہوا -

جمعرات کی شب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دعا فرمائی تھی - کہ "خداوندا! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام سے اسلام کو عزت دے" کے پورے ہونے کا دن آ گیا -

یہ واقعہ "سیرت النبیؐ مصنفہ ابنِ ہشام" میں منقول ہے - مولانا شبلی نعمانیؒ نے بھی یہی واقعہ "سیرت" کی پہلی جلد "الفاروق" میں درج کیا ہے -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقمؓ کے گھر تشریف فرما تھے اور اپنے خادموں کو پند و نصائح اور تو تبلیغ فرما رہے تھے - (حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پیشتر چند گنے چُنے مسلمان اور ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فریضہ صلوٰۃ

وہیں ادا کیا کرتے تھے) درِ اقدس پر گئے - اور اندر آنے کی اجازت مانگی - رسالت مآبؐ کو اس سے قبل بذریعۂ وحی خوشخبری مل چکی تھی - آپؐ نے اجازت دے دی اور بڑھ کر معانقہ کیا -

حضرت عمرؓ کلمۂ حق پکار اُٹھے - مکّہ کی پہاڑیاں نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھیں - اور مسلمانوں کے گھروں میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے - خانہ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی -

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے سے مذہب اسلام کو جو تقویت اور ترویج ہوئی - دنیا اس کی معترف رہے گی - صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے: "حضرت عمرؓ جب ایمان لائے ہم مسلمانوں کو قوت اور عزّت حاصل ہو گئی -

ارضِ وطن

طالب حسین طالب

پھر ہے خطرے میں ارضِ وطن ساتھیو
نکلو باندھے سروں سے کفن ساتھیو

سب سے بہتر ہے اسلام کا راستہ
کردو اس پر فدا جان و تن ساتھیو

خون دینا زمینِ وطن کے لئے
زندہ قوموں کا ہے یہ چلن ساتھیو

تم مجاہد ہو غازی ہو میدان کے
تم سے خائف ہیں اہرمن ساتھیو

جان پر کھیل کر بھی خزاؤں سے تم
رکھو محفوظ اپنا چمن ساتھیو

مرنے مٹنے کا تم عزم لے کر بڑھو
پھر تمہارے ہیں گنگ و جمن ساتھیو

دشمنِ دین پھر تم سے ٹکرائے ہیں
دو جواب ان کو دنداں شکن ساتھیو

عزم محکم ہو دل میں تو رہتا نہیں
کوئی بھی مرحلہ پھر کٹھن ساتھیو

منزلیں بڑھ کے لیتی ہیں خود ہی قدم
ہو اگر دل میں سچی لگن ساتھیو

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۴ء

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تجزیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مترجمہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	کینیبل گلیز کاغذ
—	۱۲/- روپے	۸/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ایجنٹ حضرات کو

ماہ دسمبر کے بل

روانہ کیے جا رہے ہیں براہ کرم بل ملتے ہی رقم فوراً روانہ فرمائیں۔ بعض حضرات کے نام سابقہ رقومات بھی ہیں انہیں چاہیے کہ فوری جملہ حساب بیباق کر کے ادارہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں (ادارہ)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا